اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

مقلس

نگرانِ اعلیٰ
مولانا مفتی محمود



مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلا دیئے سائے ہم نے

احسان دانش

مفتی محمود مدظلہ

کیوں نہ ہو تیری ہر ادا "محمود" — نورِ حق کی ہے تو ضیا محمود

آج لرزاں ہے قصرِ استبداد — اہلِ باطل کی ہے قضا محمود

پھر سفر میں ہے کاروانِ حق — اور ہے میرِ قافلہ محمود

ہم میں اسلاف کا نشاں ہے وہ — احمد[1] و جوہر[2] و عطا[3] محمود

اتحاد اس کے دم قدم سے ہے — ہم پہ ہے رحمتِ خدا محمود

خواہشِ اقتدار و جاہ نہیں — یہ تو ہیں تیری خاکِ پا محمود

تیرے کاموں کی ابتدا مسعود — تیرے کاموں کی انتہا محمود

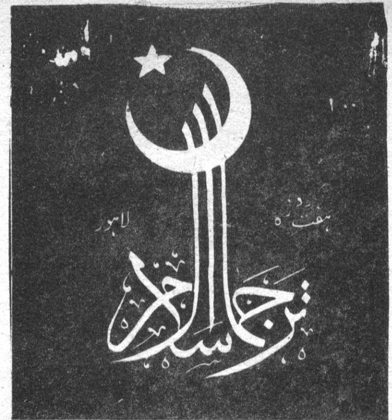
تیرا مقصد ہے ارفع و اعلیٰ — تیرا افضل ہے مدعا محمود

اختلافات سب، مٹا ڈالے
آج ہے وقت کی صدا محمود

ابرار حسین اشعرؔ

۱؎ مولانا حسین احمد مدنیؒ و مولانا [illegible]

۲؎ مولانا محمد علی جوہر ۳؎ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۲۶
جمعۃ المبارک یکم جولائی ۱۹۷۷ء ۱۳ رجب المرجب

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور
مدیر
اکرام القادری
معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ ۴۵ روپے
ششماہی ۲۳ روپے
سہ ماہی ۵۰. ۱۱ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

اداریہ :

ترکش کا آخری تیر

ہم ———— تحریک چلانے کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوں گے کیونکہ اگر پاکستان قومی اتحاد تحریک چلانا جانتا ہے تو ہم اُسے کچلنا جانتے ہیں۔ یہ کسی بیگم کی دھمکی نہیں میں مصطفےٰ کھر بول رہا ہوں جو ۱۹۷۲ء میں تھا، میں نے سوچا تھا کہ جب تک مذاکرات ہو رہے ہیں کچھ نہ بولوں، لیکن کل لاہور میں پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں پہ حملہ ہوا ہے۔ اس لیے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ آج کے بعد کسی کو پیپلز پارٹی کے کارکنوں پر حملہ کی اجازت نہیں دی جائے گی، ہم کسی پہ تشدد نہیں کرنا چاہتے، لیکن تشدد کا جواب تشدد سے دیا جائے گا۔ پاکستان قومی اتحاد والے یہ مت سمجھیں کہ وہ حکومت سے باہر رہ کر دھمکیاں دے سکتے ہیں ہم نے بھی حکومت میں رہ کر چوڑیاں نہیں پہن رکھیں۔ پاکستان قومی اتحاد یہ نہ سمجھے کہ وہ جلوس نکال سکتا ہے پیپلز پارٹی بھی جلوس نکال سکتی ہے۔ ہم ان سے بڑے جلوس نکال سکتے ہیں۔ عوام کی اکثریت بھٹو کے ساتھ ہے۔ اس دفعہ پنجاب میں ایسے ایکشن ہوں گے کہ یہ دیکھتے رہ جائیں گے۔ ایک دفعہ مجھے باہر نکلنے دو ان کا بوریا بستر گول ہو جائے گا ————"

یہ ہیں وہ خیالات جن کا اظہار چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کے (حال ہی میں نامزد کردہ) معاون خصوصی برائے سیاسیات جناب غلام مصطفےٰ کھر نے راولپنڈی کے پریس کلب میں پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

قومی اخبارات کی وساطت سے ملک کے عوام نے مسٹر کھر کے یہ افکارِ عالیہ بچشم خود ملاحظہ فرمائے ہوں گے، اس قالین کے شہر کے ان خیالات کے بعد قومی حلقوں پر یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی ہوگی کہ وزیراعظم کے معاونِ خصوصی برائے سیاسیات کی حیثیت سے مسٹر غلام مصطفےٰ کھر کے تقرر میں کیا عوامل کارفرما ہیں اور کس مقصد کے لیے اس رُسوائے زمانہ سیاسی مہرے کو موجودہ منصب پر فائز کیا گیا ہے۔

مسٹر کھر کی اس ہرزہ سرائی سے عوام پر یہ بھی منکشف ہو گیا ہے کہ حکومت مذاکرات کی کامیابی کے سلسلے میں کس حد تک مخلص ہے۔ کس قدر ستم ظریفی کی بات ہے کہ ایک طرف تو حکومت یہ دعویٰ کرتی نہیں تھکتی کہ وہ موجودہ بحران کو ختم کرنے کے لیے مذاکرات کو کامیابی سے ہمکنار کرنا چاہتی ہے اور دوسری طرف موجودہ حکومت کے سربراہ کے مُعاونِ خصوصی اس قسم کے جارحانہ اور متشددانہ بیان دے رہے ہیں جن سے خوشگوار فضا قائم کرنے کی بجائے حالات کے بگڑنے کے زیادہ امکانات ہیں۔ ہم ملک کے کروڑوں عوام کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کرتے ہوئے مسٹر کھر کو ببانگ دہل یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ وہ اس قسم کی گیدڑ بھبکیوں سے کام نہ لے۔ یہ ۱۹۷۲ء نہیں ہے ۱۹۷۷ء ہے پوری قوم اس وقت سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند آمریت اور فسطائیت کے خلاف متحد و متفق ہے۔ اب محلاتی سازشوں کا دور بیت چکا ہے۔ یہ عوام کا دور ہے اور عوام نے اپنے عظیم مقاصد کے لیے خون کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ ہم مسٹر کھر سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ اس سے زیادہ تشدد کا ارادہ رکھتے ہیں جتنا کچھ حالیہ تحریک کے دوران کیا گیا ہے؟ کیا انہیں معلوم نہیں کہ حکومتی پارٹی کے جیالوں [illegible] علماء نے ایک [illegible] قلم [illegible] عوام کو گولی [illegible] کا حکم دے دیا تھا [illegible] عوام کے [illegible] مظاہرہ کرنے والوں کو دیکھتے ہی گولی مار دی جائے!!!

مگر نتیجہ کیا برآمد ہوا۔ یہی نہ کہ [illegible] عوام [illegible] کھانے کے لیے مظاہروں

پرنٹر [illegible] مولانا عبیداللہ انور [illegible]

نکل آئے گویا عوام کے جذبوں دلولوں کی راہ میں حائل نہ ہو سکیں۔ آنسو گیس کے شیل استعمال کیے گئے اور اس کثرت سے استعمال کیے گئے کہ آنسو گیس کے شیلز کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ ان کے بعد ایوبی آمریت کے پروردہ یامین وٹو نے کہا کہ آنسو گیس کے شیل ختم ہونے کی وجہ سے اب گولی استعمال کی جائے گی۔ لیکن گولی تحریک مقدس کے طنطنہ کو ختم کر سکی ؟

جس قسم کے تشدد اور بربریت کا مظاہرہ حالیہ تحریک میں کیا گیا ہے۔ اگر مسٹر کھر اس سے زیادہ کچھ کرنا چاہتے ہیں تو وہ شوق سے کریں عوام اس کے لیے بھی تیار رہیں دعوام نے اب یہ تہیہ کیا ہوا ہے کہ جب تک استبدادی نظام اور اس کے کل پرزوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک نہیں دیا جاتا وہ چین سے نہیں بیٹھیں گے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے چوڑیاں نہیں پہن رکھیں۔ ان کے ساتھ عوام نہ سہی بقول خود ان کے ان کے ساتھ پولیس ہے، سیکورٹی فورس ہے پی آر پی اور پیپلز پارٹی کے پالتو غنڈے ہیں۔ لیکن ان تمام قوتوں کے مقابلے میں پاکستان قومی اتحاد کے بہادر بلے نوش جیالے اور مخلص کارکنوں کے پاس ایمان و ایقان کی لازوال قوت حاصل ہے۔ جو ان تمام قوتوں پر غالب ہے۔

ہم مسٹر کھر کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ میدان میں نکلیں اور پھر دیکھیں کہ بوریا بستر کس کا گول ہوتا ہے ہم پھر کہتے ہیں یہ ۱۹۷۷ء کا پنجاب ہے ۱۹۷۲ء کا نہیں۔ قومی اتحاد کے ابابیل ابرہہ کے ہاتھوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔ اگر یہ سب کچھ بھٹو صاحب کی منشاء سے کیا گیا ہے تو وہ اپنے ترکش سے آخری تیر بھی آزما لیں۔

لیکن ان تمام گذارشات کے باوجود ہم آخر میں حکومتی نیتاؤں سے یہی کہیں گے کہ وہ ملک و قوم کے حال پر رحم کریں بلکہ اپنے حال پر بھی رحم کریں ملک و قوم کو مزید کسی ایسے بحران کے حوالے نہ کریں جو بقول مولانا مفتی محمود لاعلاج بحران قرار پائے۔

اور کچھ نہیں تو کم از کم اپنے برادر اسلامی ممالک کے سربراہوں کے احساسات اور احسانات کا احترام کرتے ہوئے ہی مذاکرات کی بیل منڈھے چڑھنے دیا جائے جب کہ بھٹو صاحب باقاعدہ سمجھوتہ سے پا جانے سے قبل ہی ان سربراہوں کا شکریہ بھی ادا کر چکے ہیں۔

مولانا عبداللطیف کی گرفتاری اور رہائی

ضلع شیخوپورہ کے امیر حضرت مولانا عبداللطیف صاحب انور کو شاہ کوٹ میں ان کے گھر سے مقامی پیپلز پارٹی کے سرکردہ دو آدمیوں کے ایماء پر رات کو گرفتار کر لیا۔

ڈپٹی کمشنر نے جیل میں ۲ ماہ قید با مشقت کی سزا دی۔ بعد ازاں نظر بندی کے خلاف ہائیکورٹ میں اپیل دائر کی گئی۔ دو تین تاریخیں گزر جانے کے باوجود بھی فیصلہ نہ ہو سکا

مولانا کے وکیل نے جج سے کہا کہ ناضل جج مقدمہ کا فیصلہ کرے ناضل جج نے کہا کہ ساتھ والے وکیل کے پاس لے جائیں وہ جلد فیصلہ کر دیں گے۔

دوسرے جج نے سرکاری وکیل سے پوچھا کہ ان کا جرم عائد کیا ہے ؟

سرکاری وکیل نے کہا کہ یہ لوگوں کو قومی اتحاد کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

جج نے کہا کہ ہر شخص لوگوں کو اپنی جماعت کی طرف بلاتا ہے۔

سرکاری وکیل نے یہ کہا کہ یہ کہتے ہیں کہ انتخابات میں دھاندلی ہوئی ہے۔

جج نے کہا میں بھی کہتا ہوں دھاندلی ہوئی ہے۔ یہ کوئی جرم نہیں ہے اس جواب پر سرکاری وکیل اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

بعد ازاں مولانا عبداللطیف صاحب کو باعزت طور پر رہا کرتے ہوئے ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ نے مبلغ دو ہزار روپیہ جرمانہ (برائے ادائیگی اخراجات مقدمہ) عائد کیا گیا۔

محمد افضل کشمیری کے قلم سے:

جیلیں یا بوچڑ خانے؟

جیلوں میں انسانیت سوز طور طریقے

"یہ دراصل ایک خطرے جو لانگ مارچ ۳۰ اپریل ۱۹۷۷ء کے موقعہ پر گرفتار ہونے والے ایک طالب علم جناب محمد افضل کشمیری (جامعہ مدنیہ لاہور) نے ایڈیٹر خدام الدین اور مدیر ترجمان اسلام کے نام مشترکہ طور پر لکھا۔ موجودہ عظیم تحریک کے دوران جو کچھ ہوا اس کا ایک حصّہ محفوظ رکھنا ازبس لازمی ہے۔ اسی نقطۂ نظر سے اس خط کے ضروری حصے پیش خدمت ہیں۔"

۹ اپریل ۱۹۷۷ء کو راجہ بازار راولپنڈی کی معروف عام اور عظیم مسجد میں پاکستان طلبہ اتحاد کا عظیم الشان کنونشن ہوا جس میں طلبہ نے تقریریں کیں، مسائل پر بحث کی اور پروگرام طے کیا۔ عصر کی نماز کے وقت کنونشن ختم ہوا۔ نماز پڑھ کر ہم لوگ باہر نکلے۔ احباب کا خیال تھا کہ صدر وغیرہ گھوم آئیں۔ رات کو اسی مسجد میں قیام کریں اور اگلی صبح لانگ مارچ میں شریک ہوں۔

راجہ بازار کے آخری موڑ پر مشہور چوک فوارا ہے۔ وہاں ایک عزیز دوست اور طالب علم مختار الحق ملے۔ یہ راولپنڈی مدرسہ انوار العلوم میں زیر تعلیم ہیں اور ان کی اپنی بیکری بھی ہے انہوں نے ہمارے دوست قاری نذیر احمد فاروقی متعلم مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ و صدر جمعیتہ طلبہ مدرسہ نصرت العلوم کا بیگ زبردستی لے لیا۔ اور تقاضا کیا کہ رات ہمارے پاس قیام کریں۔ لیکن احباب اس پر راضی نہ تھے۔ کیونکہ قافلہ خاصا بڑا تھا اور یہ بات مناسب نہ تھی۔ اس قافلہ میں پنجاب جے۔ٹی۔آئی کے صدر ندیم اقبال بھی تھے۔ ممتاز کے ہاتھ میں بیگ دیکھ کر ڈیوٹی پر متعین مجسٹریٹ نے ممتاز کو گھیر لیا چنانچہ تمام رفقاء اسے بچانے کیلئے آگے بڑھے۔ چنانچہ وہ تو بچ گئے اور ندیم اقبال وغیرہ بھی پھرتی سے دوڑ گئے۔ البتہ مجھے، قاری نذیر فاروقی۔ محمد ابراہیم، نذرین عباسی (جامعہ مدنیہ) عبد الحلیم (جامعہ اشرفیہ لاہور) کو گرفتار کر کے کوتوالی میں لے گئے۔ قاری نذیر نے ایس ایچ او سے کہا ہمیں ڈی۔ ایس پی سے ملا دو تاکہ ہم اس سے بات کر سکیں۔ لیکن اس دنی الطبع اور دون نہاد نے ایسی سوقیانہ گفتگو کی جو انسانیت اور شرافت کے قطعاً منافی تھی۔ اس کے بعد تھانہ ڈی ڈویژن لے گئے۔ وہاں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہیں ہوٹل سے کھانا کھاتے ہوئے پکڑا گیا۔ یہ لوگ سعودیہ جانے والے تھے۔ جہازوں کے ٹکٹ ان کے پاس تھے، لیکن اندھے قانون کے علمبرداروں نے ایک نہ سنی۔ ان کے علاوہ اور لوگ بھی لائے گئے حتیٰ کہ جگہ تنگ ہو گئی تو پولیس لائینز لے گئے۔ پولیس لائن والوں نے بھی انکار کر دیا کہ جگہ نہیں۔ پھر تھانہ لائے۔ پھر پولیس لائن لے گئے۔ وہاں ایک چھوٹے سے گندے کمرے میں پچاس آدمیوں کو داخل کر دیا گیا۔ یہاں ہم سے پہلے جمہوری پارٹی کے رہنما مولانا حافظ عبد القادر روپڑی بھی تھے۔ علاوہ ازیں رات بھر آدمی گرفتار کر کے یہاں لائے گئے جن میں پیر صاحب پگاڑا شریف کے متعدد مرید تھے۔ پولیس لاین میں جس طرح سیکورٹی فورس تھی اس کو دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ شاید یہ بہادر سورما دشمن پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ پانی تک نہ تھا۔ تیمم سے نمازیں پڑھیں۔ روٹی کا سوال ہی نہ تھا۔ لوگوں نے پیسے دیئے کہ کھانا لا دو، لیکن کسی کے کان پر جوں نہ رینگی۔

دوسرے دن یہی حال رہا۔ قریبی آبادی کے بعض نیک فطرت مسلمانوں کو علم ہوا تو وہ شام کو کھانا پکا کر لائے اور ہم نے چوتھے ٹائم کھانا کھایا یہ دن لانگ مارچ کا تھا۔ اس دن تو تھوک کے حساب سے لوگ لائے گئے۔ اس دن جو لوگ لائے گئے ان میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سربراہ اور اتحاد طلبہ کے سیکرٹری جنرل مطیع الرحمٰن [illegible] عالم ہیں [illegible] زمانہ ایم پی اے [illegible] پروفیسر کہلاتے شرم نہیں آتی اپنے سامنے پٹوایا اور اس نذیر سمیت متعدد پی پی پی والوں نے لوگوں کی گھڑیاں اور نقدی چھین لی۔ گلبرگ لاہور کے خطیب مولوی عبد الرشید ارشد نے انہیں کپڑے وغیرہ پہنائے۔ یہ سعادت جا

تھے۔ ہوٹل سے گرفتار ہوئے۔ مصدقہ ثبوتوں کے باوجود رہا نہ کیے گئے۔

عام خیال یہ تھا کہ ۲۳ اپریل شام کو لوگ رہا کر دیئے جائیں گے۔ جبکہ بعض لوگ کہتے تھے کہ متعلقہ اضلاع کی جیلوں میں لے جایں گے، کیونکہ ضلع وار فہرستیں بن رہی تھیں۔ تیسرے دن ہمیں گاڑیوں پر بٹھانا شروع کر دیا۔ ایک ایک گاڑی میں گنجائش سے کہیں زیادہ پچاس آدمی بٹھائے گئے۔ ہماری گاڑی رات ۱۲ بجے کے قریب وہاں سے چلی اور جیل پہونچا دیا گیا وہاں پہونچ کر جیل کے لوگوں نے کہا کہ متعلقہ عملہ نہیں جو سامان وغیرہ جمع کرے۔ اس لیے انہیں واپس لے جائیں، لیکن پولیس نے یہ سب کچھ خود سمیٹا اور آئندہ چل کر بعض لوگوں متعلقہ چیزیں ملیں اور کسی کو نہیں۔ اور سامان لیتے وقت ۱۰۰۰ روپیہ کی بجائے ۱۰ روپے بھی لکھے گئے۔ فیاللعجب۔ اس جیل میں ہم لوگ بارہ دن رہے اور تو کوئی مسئلہ نہ تھا۔ ساتھیوں کو ساتھیوں سے جدا کرنے کی تکلیف ضرور تھی۔ بہر حال قومی اتحاد راولپنڈی نے ضرورت کی چیزیں وافر مقدار میں بھیج کر کارکنوں کو سنبھالا۔ ورنہ جیل کی خوراک تو جانور بھی نہ کھاتے۔ ایسے وقت میں ہم سوچتے کہ وہ دن بھی آئے گا کہ جب یہ ظالم اس مقام پر ہوں گے۔

مسٹر مطیع الرحمن بہت نڈھال تھا۔ اسے دھوکے سے ریمانڈ پر لے گئے۔ کسی کو بتایا تک نہیں، ادھر احباب میں اشتعال پھیلا۔ مولانا محمد محمد ادریس آف راولپنڈی جو ہمارے جیل کے امیر تھے نے جاکر سپرنٹنڈنٹ سے ملاقات کی اس نے بتلایا کہ ریمانڈ پر بھیج دیا گیا ہے اور اس نے عدالتی حکم دکھلایا۔ اس پر اشتعال پھیلا۔ لوگوں نے چکیوں میں جانے سے انکار کر دیا۔ آخر رات گئے جناب محمود منٹو کے کہنے پر چکیوں میں جانا ہوا۔

اس واقعہ کے بعد سپرنٹنڈنٹ جیل نے اعلان کر دیا کہ سب کو ضلع وار بھیجا جائے گا۔ صرف پنڈی والے یہاں رہیں گے۔ ۱۲ مئی کی صبح یہ اعلان ہوا تو لوگوں نے تیاری شروع کر دی۔ ایک بجے کے قریب یہاں سے نکالا اور ڈیوڑھی پر آکر دو دو آدمیوں کو ہتھکڑی لگا دی۔

احباب نے کھانا تک نہ کھایا تقاضائے حاجت کے لیے سٹیشن مناسب سمجھا، لیکن پولیس نے لوگوں کو پولیس کی گاڑیوں میں گھسیٹنا شروع کر دیا۔ ایک سو اسی آدمی چار گاڑیوں میں بٹھائے گئے جس سے اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ کس قدر سفاکیت کا مظاہرہ کیا۔ شدید گرمی۔ گاڑیاں تنگ۔ اور پھر سٹیشن پر لے جانے کے بجائے ٹرکوں سے فتح جنگ کی طرف گاڑیوں کے رُخ موڑ دیئے۔ حتیٰ کہ تلہ گنگ پہونچ گئے۔ لوگ پانی کے لیے پریشان تھے۔ حوائج ضروریہ نے تنگ کر رکھا تھا۔ یہاں پولیس کے اہلکاروں نے اپنے لیے روٹی حاصل کی۔ گاڑیاں دیکھ کر وہاں کے ہوٹل والے اتحاد کے ورکر سمجھ کر دوڑے۔ روٹی پانی کا شدید اصرار کیا، لیکن ظالموں نے انہیں اجازت نہ دی اور خود جہنم بھر کر چل پڑے۔ سڑک کی حالت نہ گفتہ بہ۔ بوڑھے آدمی تنگ آکر گاڑیوں میں پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ اس عالم میں ہم لوگ صبح ایک بجے کے قریب میانوالی پہونچے۔ ہماری گاڑیاں وقفہ سے وہاں پہونچیں۔ انتظامیہ محو خواب تھی۔ دروازے پوری قوت سے کھٹکھٹائے گئے۔ لیکن غفلت شعار سوئے رہے۔ اور اس طرح مزید ۲۔۳ گھنٹے گاڑیوں کی اذیت ناک پریشانی کے بعد ۴ بجے کے قریب اندر داخل ہوئے۔ وہاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کھڑا تھا جو گجرات کا رہنے والا ہے، لیکن اس گجرات کا نہیں جس کا بہادر فرزند چوہدری ظہور الٰہی ہے۔ بلکہ اس گجرات کا جس کے ایک فرزند نے صدارت ہاؤس سنبھالنے کے باوجود صدارتی ذمہ داریاں محسوس نہیں کیں۔ یہ شخص بڑا تند خو، الھڑ مزاج اور بدباطن تھا اس نے اس سے قبل شہریوں کو مار پیٹ کر بھٹو زندہ باد کے زبردستی نعرے لگوائے۔ چونکہ مختلف اضلاع کے لوگ تھے۔ آپس میں دوست احباب تھے۔ بعض سندھی صرف سندھی جانتے تھے اور خواہش رکھتے تھے کہ چکیوں میں بھیجے جانے کی صورت میں جاننے پہچاننے والے لوگوں کے گروپ بنائیں گے۔ لیکن اس ظالم نے سارا پروگرام تہ و بالا کر دیا اور اس طرح ساتھیوں کو الگ الگ کیا۔ پناہ خدا۔

تین چکیوں میں ہمیں رکھا گیا۔ ان میں فی چکی ۴ آدمیوں کی گنجائش تھی، لیکن اس ظالم نے چھ چھ اور آٹھ آٹھ آدمی بند کر دیئے۔ پانی تک نہ تھا۔ صبح کی نماز بڑی مشکل سے طلوع آفتاب کے قریب ادا کی۔ بھوک پیاس سے بے تابی کی کیفیت تھی۔ میری چکی میں پانچ رفقاء اور تھے جو سندھی تھے۔ ان میں مولوی عبدالقادر صاحب (جمعیتہ علماء اسلام) کے سوا اور کوئی بھی اردو نہ جانتا تھا۔ اور یہ بات از حد پریشان کن تھی۔

۴ دن کے بعد پنڈی سے مزید وہاں دو سو آدمی پہونچائے گئے۔ ان کو بارکوں میں رکھا گیا۔ ۱۵ رمئی کا یہ دن تھا جب ہماری پیشی تھی۔ خیال تھا کہ پنڈی جایں گے۔ لیکن ڈیوڑھی میں پنڈی سے آئے ہوئے مجسٹریٹ نے ۲۸ تاریخ ڈال دی اور چھٹی۔! وہاں نیا قافلہ کے افراد بھی موجود تھے۔ ان سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے نذیر فاروقی سے زبان نہ جاننے کے پیش نظر چکی تبدیل کرانے کا کہا۔ اگلے دن دورے کے دوران سپرنٹنڈنٹ کو انہوں نے اور میں نے خود بھی کہا، لیکن اس نے انکار کر دیا۔ کھانے وغیرہ کی بہت تکلیف تھی۔ صبح نیم پختہ چنے چھٹانک بھر دیئے۔ ہم لوگ سارا سامان پنڈی چھوڑ آئے تھے۔

جس دن ہم لوگ پہونچے تو صدر قومی اتحاد میانوالی مولانا محمد رمضان، ناظم جمعیتہ علماء اسلام اور جمعیتہ طلبہ اسلام کے رہنما مسعود نیازی وغیرہ رہا ہوئے۔ انہوں نے اپنا سامان بانٹ دیا اور مزید سامان بھجوانے کا کہا، لیکن جیل والے نہ باہر سے سامان آنے دیتے اور نہ ملاقات کرنے دیتے۔ دور دراز سندھ سے لوگ ملاقات کے لیے آئے، لیکن بے سود!

کئی دن اس طرح کی کیفیت رہی۔ تب قومی اتحاد میانوالی نے دھمکی دی کہ اگر قیدیوں کو سہولتیں نہ دی گئیں، تو شہر سے جیل تک لانگ مارچ کریں گے۔ اور پھر جو ہوگا دیکھا جائیگا۔ قومی رہنما جناب مزاری سے بدسلوکی کا ذکر اخبارات میں آچکا ہے۔ ان کی بھوک ہڑتال کا تذکرہ بھی عام ہے۔ اس کے علاوہ سبھی کارکن پریشانی کا شکار تھے جس سے مجبور ہو کر قومی اتحاد نے یہ دھمکی

دی ۔ تب جاکر انتظامیہ نے رویّہ بدلا ، لیکن یہ کیفیت چند دن رہی ۔ پھر دوبارہ وہی سختی ! اس کی وجوہات ناگفتہ بہ ہیں جن کا ذکر مناسب نہیں۔

کئی دنوں کے بعد مولانا محمد سلیم مدرسہ جامعہ اشرفیہ لاہور اور صوفی محمد رفیق حسن ابدال صدر قومی اتحاد وخازن جمعیۃ علماء اسلام نے کوشش کرکے میرا تبادلہ اپنی چکی کرالیا ۔ اس طرح زبان جاننے والے ساتھی تو مل گئے ، لیکن تنگ جگہ اور شدید گرمی اور سزائے موت کے اخلاقی قیدیوں کی رفاقت پریشانی کا باعث تھی یہاں پانچ چھ پاگل بھی قصداً رکھے گئے ۔ جو سالن وغیرہ آتا اس کو گندہ کر دیتے ، لیکن مرتے کیا نہ کرتے۔

جناب مسعود نیازی چند دن بعد دوبارہ گرفتار کرکے لائے گئے جس سے احباب بہت خوش ہوئے ۔ لیکن انکو اور انجمن طلبہ کے اشفاق صاحب کو علیحدہ علیحدہ کمروں میں بند کر دیا ۔ دوسرے دن انہیں ریمانڈ پر لے گئے ۔ چند دن بعد واپس لائے اور مسعود صاحب کو ہمارے ساتھ رکھا ان پر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے گھر دھماکے کا الزام تھا ۔ ڈپٹی نے انہیں سیاست سے دستبرداری کی تلقین کی ۔ لیکن ترکی بہ ترکی جواب پاکر بیڑیاں ڈلوادیں ۔ اس عالم میں جب اسے واپس لایا گیا تو اخلاقی قیدیوں سمیت سب میں اشتعال پیدا ہوگیا ۔ اور بھوک ہڑتال کا ارادہ کرلیا ، لیکن مسعود صاحب کی خواہش پر ایسا نہ ہوا ۔ یہ اطلاع دوسری بارکوں میں بھی گئی وہاں بھی یہ کیفیت طاری ہوگئی ۔ ادھر یہ خبر شہر میں پہونچ گئی ۔ شہر میں جلوس نکلا ۔ اندرونی اور بیرونی دباؤ کے پیش نظر بیڑیاں کھل گئیں ۔ لیکن بھوک ہڑتال کا عزم کرنے والوں کو بھی چکیوں میں بھیجنے کا فیصلہ کرلیا اور اخلاقی قیدیوں سے زبردستی کرنا چاہی ۔ ڈپٹی نے اخلاقی قیدیوں کو بہت لتاڑا ۔ سیاسی قیدیوں کو بھی بُرا بھلا کہا اس پر ان لوگوں نے پھر بھوک ہڑتال کردی اور دو دن تک یہ لوگ برابر بند رہے ۔ آخر دوسرے دن اپنے مطالبات منواکر قیدی سرخرو ہوگئے اور میانوالی جیل کی بے لگام انتظامیہ کو لگام پڑی ۔ اس کے چند دن بعد مسعود صاحب ضمانت پر رہا ہوگئے ۔ اس نے جیل سے جاتے ہی خاصا سامان وغیرہ بھیجا ۔

لیکن دس دن ہم لوگ بھی رہا ہوگئے ۔ یہ رہائی مذاکرات کے ضمن میں عمل میں آئی ۔ جیل کی زندگی میں عجیب و غریب تجربے ہوئے ، مختصراً یہ کہ لوگ ایک خاص مقصد کے لیے یہ صعوبتیں برداشت کر رہے تھے ۔ اسی لیے ان کے چہروں سے طمانیت کا اظہار ہوتا تھا ۔ شکوہ شکایت تک نہ تھی ۔ اخلاقی قیدیوں کو تکلیف پہونچانے کے لیے ان کے ساتھ رکھا گیا تو وہ بلند اخلاقی سے متاثر ہوکر خادم بن گئے ۔ برتن کپڑے وغیرہ دھوتے اور ہر طرح خدمت کرتے ۔

تشدد اور تکلیف سے دبنا ان کی لغت میں نہ تھا ۔ مختلف طرح کی رکاوٹوں کے باوجود آپس میں خلوص ومحبت اور یگانگت کا بے مثال سماں نظر آتا تھا ۔ سبّی بلوچستان کا ایک نوجوان لڑکے کا باپ اور بھائی اس تحریک میں شہید ہوگئے اب یہ اپنی ماں کا اکلوتا رہ گیا ، لیکن اس کی ماں نے اصرار کرکے اسے یہاں بھیجا اور وہ بھی گرفتار ہوا ۔ اس کے جذبات بلند تھے ، ہمت جوان تھی اور وہ نظامِ خداوندی کے نفاذ کے لیے انتہائی سنجیدہ تھا ۔ یہ لڑکا نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی سے تعلق رکھتا تھا ۔

رہائی کے وقت لوگ گلے ملے ۔ جدائی کا عجیب وغریب احساس انہیں پریشان کر رہا تھا رہائی کے بعد جیل کے گیٹ پر قومی اتحاد میانوالہ نے ان بلانوشانِ محبت کا استقبال کیا ۔ مولانا محمد رمضان نے اپنی مسجد ومدرسہ میں دعوت دی ۔ اور دور دراز کے لوگ جن کی مختصر پونجی اسلام کے جھوٹے نام لیوا بھٹو کی ظالم انتظامیہ نے چھین لیے تھے ان کے لیے کرایوں کا انتظام کیا اور تمام تفصیلات نوٹ کیں اور وعدہ کیا کہ آپ کی امانتیں اس ظالم انتظامیہ سے لے کر بھجوائیں گے ۔

ایک چلہ اس ماحول میں گذارنے کے بعد ہم لوگ واپس چلے آئے ۔ ان حالات وواقعات پر کتابیں مرتب ہوسکتی ہیں ۔ مختصراً چند سطور لکھ دیں جبکہ مجھے اس میدان میں کبھی کام کرنے کا موقع نہیں ملا ۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے اور اس ملک کو نظامِ عدل کا گہوارہ بنادے آمین ثم آمین

عبد الصمد صارم الازہری

دورِ جاہلی کی خرافات

دورِ جاہلی میں جب بھی کوئی شخص سفر پر جاتا تو ایک درخت جسے "رتم" کہتے ہیں اس کی شاخ میں ایک گرہ لگا جاتا۔ سفر سے واپسی پر اگر گرہ کو اسی طرح پاتا تو کہتا میرے پیچھے میری بیوی نے خیانت نہیں کی اور اگر گرہ کو کھلا ہوا دیکھتا تو خیال کرتا کہ پیچھے گھر والی نے خیانت کی ہے۔

جب بھی کوئی ایسا شخص مرتا جس کے پاس اونٹ یا اونٹنی ہوتی تو وہ اسے اس کی قبر پر ہاتھ پاؤں باندھ کر اور اندھا کر کے چھوڑ جاتے حتیٰ کہ وہ بھوکی پیاسی مرجاتی۔ ان کا عقیدہ تھا کہ جب وہ مرے پیچھے اٹھایا جائے گا تو اس پر سوار ہوگا۔ اس اونٹنی کو "بلیہ" بولتے تھے۔

اگر کسی شخص کے پاس ایک ہزار اونٹ ہو جاتے تو وہ ایک اونٹ کی ایک آنکھ پھوڑ دیتا۔ اور اگر اور زیادہ ہو جاتے تو اس کی دوسری آنکھ بھی پھوڑ دیتا تھا۔ ایسا نظرِ بد کے دُور کرنے کے خیال سے کرتے تھے۔

ان کا عقیدہ تھا کہ اگر کوئی شخص قتل کر دیا جاتا ہے تو اس کی کھوپڑی سے ایک پرندہ نکلتا ہے جو چیختا پھرتا ہے "مجھے سیراب کرو، مجھے سیراب کرو"۔ پھر وہ ہر سال بڑا ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ اُلّو کے برابر ہو جاتا ہے اور ویرانوں میں رہتا ہے۔ اسے "ہام" کہتے تھے۔ عربی شاعری میں بکثرت اس کا ذکر آتا ہے۔ یہ بوم میّت کے فرزند کو اس کی خبریں پہونچاتا رہتا ہے۔

ان کا عقیدہ تھا کہ نفس انسانی پرندے کی شکل کا ہوتا ہے۔ جب انسان مرجاتا ہے تو وہ اس کی قبر پر چیختا رہتا ہے تاکہ اس کی وحشت کو دُور کرے۔ بعض اہل عرب کا یہ خیال تھا کہ نفس خون کا نام ہے۔

ان کا خیال تھا کہ بھوت ایک قسم کا منحوس جانور ہے جو آدھا انسان اور آدھا حیوانی صورت کا ہوتا ہے۔ جنگلوں اور ویرانوں میں رہتا ہے مسافروں کو اکثر ملتا ہے اور ان سے باتیں کرتا ہے اور بہت سے مسافروں نے اس سے باتیں کی ہیں۔ اوقاتِ خلوت اور تاریک راتوں میں اکثر نظر آتا ہے۔ مختلف صورتوں اور لباسوں میں ظاہر ہوتا ہے۔

کہتے ہیں یمن اور مصر میں ایک جانور "قطرب" ہوتا ہے وہ انسان پر چڑھ بیٹھتا ہے۔ روایت ہے کہ ایک قطرب سفرِ شام میں حضرت عمرؓ کے سامنے آیا تو آپ نے اسے تلوار سے قتل کر دیا۔ اور بھی بہت سے بہادر لوگوں نے اسے دیکھا تو انہوں نے پرواہ نہیں کی۔ نہ اس سے ڈرے تو وہ بھاگ گیا۔

ہاتف نہ دکھائی دینے والا مگر بولنے والا جسم جن کے بے شمار قصے مشہور تھے۔ ایک عجیب قصہ ابو عمرو بن العلاء نے اس کے بارے میں بیان کیا ہے کہ ہمارے ساتھ سفر حج میں ایک شخص تھا جو گاہے ماہے یہ کہا کرتا تھا کہ کاش مجھے پتہ ہوتا کیا میری بیوی نے میرے پیچھے خیانت کی ہے۔ جب ہم حج سے لوٹے تو اس نے صحرا میں وہی کلمات دہرائے تو ہاتف نے جواب دیا کہ ہاں عمر بن حجیہ نے خیانت کی ہے۔ جو سرخ رنگ، موٹا اور گدھی پر داغ دینے کے نشانات والا ہے۔ جب وہ شخص گھر پہونچا تو سارے عزیز دوست ملنے کے لیے آئے ان میں ایک شخص بالکل اسی جیسے حلیہ کا تھا جو ہاتف نے بیان کیا تھا۔ اس نے پوچھا کیا نام ہے۔ بولا: "ابن حجیہ" گھر میں گیا تو بیوی نے کہا کہ تمہارے پیچھے سب سے اس شخص نے ہمارا خیال رکھا ہے۔ حاجی نے یہ بات سنی تو بیوی سے کہا اپنے باپ کے گھر چلی جا۔

اگر کوئی شخص قتل کر دیا جاتا تھا تو کوئی عورت اس کے مرنے پر نہ روتی تھی۔ جب اس کا بدلہ لے لیا جاتا تھا تب اس پر روتی تھیں۔

خیال تھا کہ جب بچے کا دانت ٹوٹتا ہے اور وہ اس دانت کو دھوپ میں انگوٹھے اور اس کی برابر والی انگلی میں تھام کر پھینک کر کہتا ہے مجھے اس سے زیادہ اچھا دینا تو اس کے دانت ٹیڑھے پن سے محفوظ رہتے ہیں۔

اگر کوئی شخص سفر پر جاتا اور پیچھا پھر کر دیکھ لیتا تو خیال کرتے کہ اس کا سفر ناکام رہے گا۔

کہتے تھے جو کوئی خرگوش کا ٹخنا اپنے گلے میں لٹکا لیتا ہے۔ اسے نظرِ بد نہیں لگتی۔ نہ اس پر کوئی جادو اثر کرتا ہے کیونکہ جن خرگوش سے نفرت کرتے ہیں۔ اس کی مادہ کو حیض آتا ہے لہٰذا وہ اس پر سواری نہیں کرتے۔

یہ بھی خیال تھا کہ اگر کوئی مرد کسی عورت سے محبت کرتا ہے اور وہ اس پر اپنی چادر نہیں پھاڑتا اور عورت مرد پر اپنا برقع نہیں پھاڑتی تو ان دونوں کی محبت ناکام رہتی ہے۔ — خیبر کا بخار مشہور تھا۔ فتح خیبر کے زمانے میں بھی مسلمانوں کو خیبر میں داخل ہوتا تو چاروں ہاتھوں پاؤں پر کھڑے ہو کر گدھے کی سی آواز نکالتا

بقیہ [illegible]

الطاف الرحمٰن بنوی

داستانِ غلامی کا ابتدائی ورق

راستہ معلوم ہوتے ہی یورپین اقوام کی آمد کا تانتا بندھ گیا

کئی باتیں بجائے خود چنداں وقعت نہیں رکھتیں مگر کوئی دوسری بڑی بڑی باتوں کا سبب بننے کی وجہ سے غیر معمولی اہمیت کی حامل بن جاتی ہیں۔

کولمبس کا امریکہ کو دریافت کرنا، واسکوڈے گاما کا ہندوستانی بحری راستہ کو معلوم کرنا اور ملکہ الزبتھ ——— ایک عورت ——— کا انگلستان کے تخت و تاج کی مالکہ بن جانا اگرچہ بڑی باتیں تھیں پر اتنی نہیں۔ مگر اپنے دور رس نتائج کی وجہ سے بہت زیادہ شہرت حاصل کر گئیں۔

اونچے اونچے پہاڑوں اور انکی بلند ترین چوٹیوں تک رسائی بڑے بڑے سمندروں اور ان کی بے پناہ وسعتوں اور اتھاہ گہرائیوں کی تفتیش اور ان کی آغوش میں گمنامی کی چادر اوڑھے اور خاموش سوئے ہوئے جزیروں کی تلاش مدت سے مغربیوں کا وطیرہ رہا ہے۔ اس سلسلے میں کتنی ہی ان دیکھی اور ان جانی حقیقتیں منظر عام پر آچکی ہوں گی، مگر ان میں سے کوئی بھی اپنے موصل و موجد کی ایسی لرزہ خیز دائمی تاریخ یادگار نہ بن سکی جس طرح کہ امریکہ کی عالمی آزردہ کاری کولمبس اور ہندوستان کی طویل مسلسل سیاسی بے قراری واسکوڈے گاما اور ملکہ الزبتھ کے بدانجام کارناموں کی کلفت رساں یادداشتیں بنیں، پندرھویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں ویسے بھی تجارتی ترقی اور نوآبادیاتی [illegible] کا شوق یورپ کے سینے سینے میں موجزن تھا۔ ۱۴۵۳ء میں قسطنطنیہ پر ترکوں کا قبضہ ہو جانے سے سب

مشرق و مغرب کے درمیان پرانے تجارتی راستے مسدود ہو گئے تو یہ شوق جنون کی حد تک بڑھ گیا اور اہل یورپ نے نئے راستوں کی تلاش میں اپنی تمام تر عملی قوتوں کو بروئے کار لانا شروع کیا۔

سپین و پرتگال اس زمانے کی دو بڑی بڑی بحری طاقتیں تھیں۔ چنانچہ بحر پیمائی کا زیادہ تر کام بھی انہی دو مملکتوں کی طرف سے ہوتا رہا۔ کولمبس سپین ہی کی امداد و اعانت سے مشرقی جزائر کی تلاش میں نکلا۔ مقصود کے اس در مکنون کو تو نہ پاسکا، البتہ ۱۴۹۲ء میں ایک نئی دنیا امریکہ پہنچ گیا۔

اس وقت انگلستان میں ہنری ہفتم کی حکومت تھی۔ اس کے دورِ حکومت کو کئی مفید اصلاحی و انتظامی تبدیلیوں کی وجہ سے تخم ریزی کا زمانہ بھی کہا جاتا ہے۔ اسی کے عہد میں انگریزوں کی تجارتی ترقی اور نوآبادیات قائم کرنے کا آغاز ہوا۔ اور اسی کی حوصلہ افزائی سے کولمبس کے بعد جان کیبٹ اور سبٹین کیبٹ امریکہ وارد ہوئے۔

سرزمینِ امریکہ پہ قدم رکھ کر کولمبس اور اس کی پارٹی کس قدر خوش ہوئی ہوگی کہ عالم خشکی پہ ایک زبردست اضافے کا باعث بنے۔ کسے خبر تھی کہ ان کی یہ دریافت تمام روئے زمین والوں کے لیے دردِ سر بنے گی۔ پورے عالم کے امن و امان کو درہم برہم کرے گی اور بقول پروفیسر ٹائن بی۔ اے [illegible] اس کرہ ارضی کی سب سے بڑی دہشت گرد قوت "ثابت ہوگی۔

آج کی تمام انسانی دنیا امریکہ کی عالمگیر منافقانہ سیاست کی زد میں آگئی ہے۔ اس کی عالمی فساد انگیزی کا اندازہ بعض معاصرین کے اس قول سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ:

"جہاں کہیں بھی تشدد و شر دع ہوتا ہے، وہاں سی۔ آئی۔ اے کی کارستانی کا شبہ گذرتا ہے۔"

عدل و انصاف کا خون کرنے والے اور حریتِ بشر کے دشمن امریکہ نے بنی نوع انسان کے ساتھ کیا کیا۔؟ باقی دنیا چھوڑیئے کہ داستان بہت طویل ہو جائے گی۔ اس سوال کا مختصر سا جواب مظلوم ویت نامیوں کی تباہ حالی سے پوچھیے جن پر اس بے رحم سفاک نے (بارہ سال کی مدت میں ڈیڑھ کروڑ ٹن کے وزنی بم برسا کر) عرصہ حیات تنگ کیا۔

صرف انسانیت نہیں، کائنات کا ذرہ ذرہ جہاں جانسن، نکسن اور ان کے گرگ ملت آدم خور بھیڑیوں پر لعنت بھیجے گا۔ وہاں کولمبس کو بھی کوسے بغیر نہیں چھوڑے گا کہ اسی کی مذموم کوششوں کا نتیجہ اب، سراسر جارحیت اور استعماریت کی شکل میں نمودار ہوا۔

عربوں کے تجارتی قافلے

قسطنطنیہ سے [illegible] میں چلے جانے سے ہندوستان کی تجارت مکمل طور پر

عربوں کے ہاتھ میں آئی اور بحیرہ عرب پر ان کی اجارہ داری رہی۔ وہ ہندوستان شرق الہند چین اور مجمع الجزائر کی بندرگاہوں سے مختلف اشیائے تجارت، مثلاً کپڑا، افیون، تیل، چائے روئی، ہیرے جواہرات اور گرم مصالحے وغیرہ لیتے اور انہیں خلیج فارس کے راستے۔ بصرہ و بغداد کی منڈیوں میں پہونچا کر فروخت کر دیتے تھے۔ یہاں سے یہ مال قسطنطنیہ اور شام کی بندرگاہوں سے اسکندریہ لے جایا جاتا تھا۔

سپین کا سمندری حریف پرتگال بھی سمندری مہمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا تھا اور بہر صورت ہندوستان پہونچ کر اس کے مال و دولت کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا تھا۔ چنانچہ کولمبس کی طرح پرتگیزی جہازران واسکوڈے گاما بھی عصری تمناؤں کے ساتھ سمندر میں کود پڑا۔ چار چھوٹے چھوٹے بحری جہازوں پر مشتمل ایک مختصر سے قافلے کی قیادت کرتا ہوا جنوب کی طرف بڑھے جا رہا تھا اور بہت ہی قریب تھا کہ بے شمار دوسرے یورپی قافلوں کی طرح یہ قافلہ بھی تحقیق ہند کی جدوجہد میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا۔ مگر ہماری بدنصیبی ایک عرب ماہر بحریات احمد بن ماجد بخدی نے ان کی رہنمائی کی جس کی بدولت وہ راس امید کا چکر کاٹ کر ۱۴۹۷ء میں پورے قافلے سمیت کالی کٹ پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔

کاش یہ عرب ملاح رہبر نہ بنتا تو شاید ہم ڈیڑھ سو سالہ غلامی کی ذلت و لعنت اور انسان نما درندوں کی جانگداز اذیتیں جھیلنے سے بچ جاتے۔ اپنی تاریخ کی ایسی یادداشتوں — اپنوں کے ہاتھوں اپنی تباہی — پر بے اختیار نہایت ہی حسرت و افسوس کے ساتھ یہی کہنا پڑتا ہے کہ ؎

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

کالی کٹ پہونچ کر واسکوڈے گاما نے یہاں کے ہندو راجہ زمورن سے دوستانہ تعلق قائم کئے اور ہندوستان سے تجارت کرنے کا پروانہ حاصل کیا۔ ہندوستان — سونے کی چڑیا — کا راستہ ہوتے ہی یورپین اقوام کی آمد کا تانتا بندھ گیا۔

جمعیتہ علماء آزاد کشمیر آئندہ عام انتخابات میں بھرپور کردار ادا کرے گی

۱۷، ۱۸ جولائی کو مرکزی کنونشن راولاکوٹ میں منعقد ہو رہا ہے۔

گوجرانوالہ (رپورٹ: قاضی عبدالشکور) جمعیتہ علماء آزاد جموں و کشمیر کے ناظم اعلیٰ مولانا امیر الزمان خان نے اعلان کیا ہے کہ آزاد کشمیر کے آئندہ عام انتخابات میں جمعیتہ علماء آزاد بھرپور کردار ادا کرے گی اور اس سلسلے میں ۱۷-۱۸ جولائی کو راولاکوٹ میں منعقد ہونے والے آل جموں و کشمیر علماء کنونشن میں حتمی پروگرام اور لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔

علماء کنونشن کی صدارت جمعیتہ علماء آزاد کشمیر کے سربراہ اور آزاد کشمیر اسمبلی کے آزاد رکن شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف خان کریں گے اور اس میں آزاد کشمیر کے چاروں اضلاع اور پاکستان کے مختلف حصوں سے کم و بیش ایک ہزار علماء کرام اور مندوبین شرکت کریں گے۔

مولانا امیر الزمان خان نے جو ان دنوں "علماء کنونشن" کی تیاریوں کے سلسلے میں جمعیتہ علماء آزاد جموں و کشمیر کے مرکزی رہنما مولانا مفتی عبدالمتین، مولانا محمد اشرف خان اور مولانا عبدالرؤف کی معیت میں پاکستان کا دورہ کر رہے ہیں۔ آج گوجرانوالہ میں ایک اخباری بیان پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ آزاد کشمیر کے سیاسی بحران کے حل کے سلسلے میں مذاکرات میں آزاد کشمیر کی دوسری سیاسی جماعتوں کو نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ نظام مصطفےٰ کے نفاذ اور جمہوری حقوق کی بحالی کی تحریک میں ان پارٹیوں، بالخصوص، علماء طلباء نے جرأت مندانہ کردار ادا کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ میں اس دو ٹوک رائے کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر آزاد کشمیر کی دوسری سیاسی جماعتوں کو نظرانداز کرنے کے نتائج خوشگوار نہیں ہوں گے۔ اور آزاد کشمیر کا سیاسی بحران مزید پیچیدگیوں کا شکار ہو جائے گا۔

مولانا امیر الزمان خان نے کہا کہ اسلامی نظام کے حقیقی نفاذ کے لیے سیاسی اداروں میں جید علماء کی موجودگی ضروری ہے۔ اس لیے علماء کشمیر ۴۱ سالہ پرانی نمائندہ تنظیم جمعیتہ علماء آزاد جموں و کشمیر نے سیاست میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا ہے اور جمعیتہ آئندہ انتخابات میں اپنے نمائندے کھڑے کرنے کے سلسلے میں پوری سنجیدگی کے ساتھ پیش رفت کر رہی ہے۔ آپ نے پاکستان کی حالیہ تحریک میں قربانیاں پیش کرنے والے عوام کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان قومی اتحاد کی قیادت میں پاکستانی عوام نے جراتمندانہ تحریک چلا کر ظلم و جبر اور دھاندلی کی سیاست کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شکست دے دی ہے۔

مولانا امیر الزمان خان نے مسئلہ کشمیر اور آزاد کشمیر کی سیاسی صورت حال کے بارے میں پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود کے اعلانات کا پرجوش خیر مقدم کیا اور کہا ہے کہ مولانا مفتی محمود نے ریاست جموں و کشمیر کے مظلوم عوام کے جذبات و احساسات کی صحیح ترجمانی کی ہے اور کشمیری عوام واضح اور دو ٹوک موقف کا اعلان کرنے پر پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود اور دیگر قائدین کے تہ دل سے شکرگزار ہیں اور مسئلہ کشمیر کے پائیدار حل کے سلسلے میں انہیں مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔

ماخوذ از "دعوات حق"

حقیقتِ ایمان و عبادات

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کا جمعہ کے اجتماع سے ولولہ انگیز خطاب

خطبہ مسنونہ کے بعد

وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احسانا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان اللہ لہ (او کما قال علیہ السلام۔)

محترم بزرگو! مسلمان اس وقت تک اللہ کی معیت و نصرت سے مالا مال رہا جب تک اس نے دین کو مضبوط پکڑے رکھا اور اللہ پر اس کا ایمان تھا اور اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کیے تھے اور طرز زندگی تمدن اور معیشت میں وہ مذہب کا پابند تھا۔ یہ سب چیزیں مذہب کے مطابق اور اسلامی تھیں تو جدھر بھی ان کا رخ ہوتا تھا وہ کامیاب ہوتے، اس لیے کہ اللہ پر بھروسہ تھا۔ اس کے سامنے گردن نہاد تھے یہ ہے ایمان۔ ایمان صرف یہ نہیں کہ دل میں اللہ کو ایک جانے، سارے کمالات کا منبع ذات خداوندی کو جاننا۔

صرف جاننا ایمان نہیں

صرف اس علم اور معرفت سے کوئی مسلمان نہیں ہوتا، اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو محبت ہے اور وہ خدمت بھی کرے تو صرف اسی بنا پر بھی وہ مسلمان نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ صرف معرفت اور صرف علم یہ ایمان نہیں۔ نہ صرف خدمت کرنا ایمان ہے۔ صرف یہ یقین دل میں آگیا کہ واقعی آپ رسول ہیں اس سے بھی مومن نہیں ہو سکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے مقابلے میں آئے۔ نشانیاں پیش کیں۔ دلائل نبوت پیش کئے۔ اس نے کہا تو جادوگر ہے۔ یہ تو آپ نے جادو کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا

لقد علمت ما انزل ھؤلاء الا رب السمٰوٰت والارض بصائر۔

اے فرعون! تو خوب سمجھتا ہے کہ یہ جو نشانیاں اور یہ جو دلائل اور معجزات پیش ہوئے یہ رب السموات والارض نے نازل کیے ہیں۔

اس پر آپ کو علم ہے کہ دلائل قدرت ہیں، اگر اسے علم نہ ہوتا تو پیغمبر کب کہتے اور خدا کیوں اس جملہ کو نقل فرماتا تو صرف علم پر نہیں کہ کوئی اعتراف کرے کہ اللہ ایک ہے اور مجھے معلوم ہے کہ خدا سارے کمالات اور اچھی صفات پر متصف ہے۔ اس بات سے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ موسےٰ علیہ السلام کے ارشاد کا بھی یہی مطلب ہے کہ تو خوب جانتا ہے کہ خدا ایک ہے اور جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ ہی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے منکرین کے بارہ میں فرمایا:

الذین اٰتینٰھم الکتاب یعرفونہٗ کما یعرفون ابناءھم۔

کہ یہ اہل کتاب اللہ کو جانتے ہیں، رسولؐ کو جانتے ہیں کہ یہ حق ہے، رسول ہے اور یہ وہی نبی آخر الزمان ہیں جن کی پیش گوئیاں کتب سابقہ میں موجود ہیں یعرفونہٗ خوب جانتے ہیں جیسے کوئی شخص اپنے بیٹوں کے بارے میں شبہہ نہیں کر سکتا ہے، نہ اجنبی کو بیٹا سمجھتا ہے، نہ بیٹے کو اجنبی۔ اس طرح اہل کتاب جانتے ہیں مگر پھر بھی کافر ہیں جہنمی ہیں، انہیں یقین بھی تھا کہ آپ سچے رسول ہیں۔

وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلما۔

فرعون نے انکار کیا، اسے یقین تھا، دل میں یقین تھا مگر انکار کر بیٹھے۔ تو ایمان صرف اس علم سے عبارت نہیں۔ آج بھی کہتے ہیں کہ جانتا ہوں مولوی صاحب ہمیں کیا مسئلے سنا رہے ہو۔ تو فرعون بھی جانتا تھا کہ موسیٰ اللہ کے رسول ہیں، یہ آیات معجزات ہیں۔ مگر بڑا کافر ٹھہرا۔ اہل کتاب بھی حضور کو جانتے تھے

صرف جاننے سے مسلمان نہ کہلا سکے۔

صرف محبت اور خدمت بھی کافی نہیں۔

اور صرف محبت اور خدمت سے بھی کام نہیں ہوتا۔ ایمان ایک بہت بڑا جوہر ہے اس کے بغیر کام نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابو طالب حضورؐ کے چچا تھے۔ حضور سے بے حد پیار اور محبت تھا کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ مسلمانوں میں سب سے بڑھ کر محبت ابوبکر صدیقؓ کو تھی اور ایمان نہ لانے والوں میں سب سے زیادہ ابو طالب کی حضورؐ کی طفولیت سے لے کر اپنی وفات تک کفار سے مقابلہ کرتے رہے، قید وصعوبتیں گذاریں تین سال تک شعب ابی طالب میں قید رہے۔ حضور اقدس کی وجہ سے تکالیف اٹھائیں بھوک پیاس کی جیل آج جیسی جیل نہیں، بلکہ دانا پانی سب کچھ بند رہا۔

الغرض ہر قسم کی شفقت و محبت اور نصرت ابو طالب نے کی۔ حضورؐ معصوم بچے تھے کاندھوں پر اٹھائے رکھا، گود میں پالا، مگر ایمان نہ تھا۔ تو حضور اقدس نے فرمایا کہ ابو طالب جہنم میں ہے اور مسلم شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہنم میں بھی درجات ہیں۔ گویا اے کلاس، بی کلاس، سی کلاس جیسے درجے ہیں۔ اے کلاس والوں کو مشقت نہیں ہوتی اچھا کھانا ملتا ہے، اچھی رہائش اور خادم وغیرہ ہوتے ہیں۔ مگر ہے وہ جیل ہی۔

ابو طالب کی حالت

تو حضورؐ نے فرمایا کہ ابو طالب کے صرف جوتوں کے تسمے آگ کے ہیں اور باقی جسم پر آگ نہیں۔ مگر ہے تو وہ جہنم کی آگ۔ اللہ تعالےٰ ہم اور آپ سب کو محفوظ رکھے۔ دنیا کی آگ سے سوگنا زیادہ تیز ہے۔ اس کا ایک ذرہ بھی دنیا پر ظاہر ہو تو ساری دنیا بھسم ہو جائے تو اس تسمہ نار کی وجہ سے بھی ابو طالب کا دماغ کھول رہا ہے جیسے دیگچہ میں آگ پر پانی کھولتا ہو۔ ان تسموں کا بھی اتنا شدید اثر ہے۔ مگر باقی جسم آگ سے بچا ہوا ہے۔

ایک نکتہ

علما نے یہ نکتہ بھی بیان کیا کہ باقی جسم کے بچنے کی وجہ یہ ہے کہ حضور بچپن میں آپ کی گود میں رہے۔ بچے کو کبھی سر پہ اٹھاتے ہیں، کبھی پیٹھ پر کبھی کاندھوں پر، کبھی ساتھ ساتھ سلایا جاتا ہے تو جسم سے بچہ لگتا ہے۔ تو چونکہ جسم کا اکثر حصہ حضور اکرم کے جسم سے مس ہوا ہے۔ قدمین بچے رہتے ہیں اور ویسے بھی بچپن سے ابو طالب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بے حد احترام فرماتے تھے۔ انہوں نے حضور اقدسؐ کے بارے میں اشعار کہے ہے

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی عصمة للارامل

بارش نہ ہوتی تو آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بچے تھے آپ انہیں لے آتے۔ خانہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیتے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے کہ یا اللہ اس بچے اور اس کے نورانی چہرہ کی برکت سے ہم پر بارش برسا اس نورانی چہرہ کی طفیل و برکت سے بارش ہو جاتی۔ تو بچپن سے ان کے دل میں عزت اور احترام تھا۔ مگر جب مرنے لگے تو حضور اقدس پاس آئے۔ ابو جہل وغیرہ بیٹھے تھے۔ سارا کنبہ تھا کہ گاؤں کا بزرگ قریب المرگ تھا تو حضورؐ نے کہا کہ چپکے سے اگر ایک بات کہ دو تو اللہ تعالیٰ جہنم سے بچالے گا اور میرے لیے شفاعت کی ایک بڑی دلیل مل جائے گی۔ ذرا میرے کان میں کہ دو:

لا الٰہ الا اللہ

ابو طالب نے جواب دیا:

"بھتیجے! خوب جانتا ہوں تو نبی ہے مگر اب اگر ایمان لایا تو لوگ کہیں گے یہ بوڑھا موت سے ڈر گیا اور باپ دادا کے دین سے تائب ہو گیا۔ قریش کی بوڑھی عورتیں مجھ پر ہنسیں گی۔ اس لیے میں اپنے پرانے مذہب پر ٹھیک ہوں۔"

تو محبت بھی تھی۔ خدمت بھی ہے مگر ایمان صرف علم اور صرف معرفت نہیں۔

بغیر تخم کا درخت

جب تخم نہ ہو تو ساری زندگی زمیندار کھیت کو پانی دے، کھاد ڈالتا رہے، مگر اس پانی اس کھاد سے اس خدمت سے درخت اور پودا نہیں اگتا۔ تخم ہو تو درخت کے پتے اور شاخ خشک بھی ہوں، مگر جب تخم ہے، جڑیں ہیں تو بہار کے آتے ہی سرسبزی اور شادابی آجاتی ہے خشک شاخیں تر و تازہ ہو جاتی ہیں، اگر ایمان ہو اور فاسق و فاجر بھی ہو، مگر توبہ و استغفار کی بہار جب اس پہ آجائے اور وہ خدا کے سامنے رو دیا، عبادت شروع کر دی تو خشک شاخیں تازہ ہو جائیں۔ دو آنسو اور دو قطروں سے خشک درخت لہلہا اٹھے گا۔ اور اگر ایمان کا تخم نہ ہو تو پھر کوئی کام، کوئی عمل آخرت میں انسان کو فائدہ نہیں پہونچا سکے گا۔ زیادہ سے زیادہ جہنم میں اے بی سی کا فرق آجائے تو آجائے وہ الگ بات ہے۔

ایمان کیا ہے؟

تو ایمان صرف زبانی اعتراف یا یقین و معرفت نہیں۔ ایمان کا معنی انقیاد و گردن نہادن ہے۔ کیفیت لاحقہ بالعلم ہے یعنی علم کے بعد ایک کیفیت ہے۔ ہمارے پٹھان کہتے ہیں: مولوی صاحب ٹھیک کہتے ہو، جو کہتا ہے خوب جانتا ہوں کہ ٹھیک ہے۔ مگر میری پشتو مجھے ماننے نہیں دیتی۔ پشتون ہوں لڑوں گا اور دیکھوں گا ــــ تو ایمان یہ ہے کہ خوب جانے اور جاننے کے بعد مانے بھی۔ گردن نہاد ہو جائے۔ غیر اللہ سے توجہ ہٹا کہ مکمل توجہ ہو جائے اللہ کی طرف۔ اور دل و جان سے

یہ تسلیم بھی کرے کہ میں فرمانبردار بھی رہوں گا۔ جسے انقیاد تام یا گردن باطاعت نہادن کہتے ہیں ۔ رگ و ریشے میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت راسخ ہو جائے اور صرف محبت نہیں بلکہ وہ ــــ مردہ بدست غاسل ــــ ہو جائے یہ ایمان ہے ۔ یہ نہیں کہ کہے خدا ایک ہے ۔ مگر معاملہ اس کے ساتھ ایک رب جیسا نہیں ۔ بس وہ کفر ہے ۔

حضرت موسیٰ نے کہا :

لقد علمت (الآیۃ)

فرعون کا دل میں یقین تھا کہ سچا نبی ہے سو انکار جہل کی بنا پہ نہیں عداوت اور تعصب کی وجہ سے کرتا تھا ۔ تو ایمان سے محروم رہا ۔ جو ایک بہت بڑا جوہر ہے ۔ اللہ ہم سب کو نصیب کر دے ۔

اسلام کیا ہے ؟

اور ایک ایمان ہے اور ایک اسلام ہے ایمان جڑ ہے ۔ اور یہ نماز ، زکوٰۃ اور دیگر نیکیاں یہ پھل اور شاخیں ہیں ۔ یہ اسلام کہلاتی ہیں ــ اسلام ظاہری چیز ہے ، ایمان دل کی چیز ہے دل مکمل طور پر اللہ کا فرمانبردار بن جائے ۔ جانے اور مانے کہ اللہ تعالیٰ ہی سارے کمالات کا مرکز اور منبع ہے ۔ ہر چیز اس سے مانگوں گا ۔ اللہ حاکم ہے ہر حکم اس کا مانوں گا اور حسد وعناد میں دل کی تنگی سے نہیں خوشی سے مانے اور ایمان بالکل اس طرح جڑ ہے جیسے کسی درخت کی جڑ ہو زمین میں ۔ اس کی شاخیں ، پتے ، پھل پھول باہر ہوتے ہیں ۔ اگر کسی درخت میں یہ سب کچھ ہے تروتازگی بھی ہے اور تم اوپر سے پانی ڈالتے رہو مگر اندر سے جڑیں کاٹ دو ۔ پھل ، پھول پتے سب جھڑ جائیں گے ۔ اور اگر شاخیں پتے نہ بھی ہوں مگر جڑیں راسخ ہوں تو جب کہ اس کی آبیاری ہو جاتے بہار اس پہ آ جائے گی ۔ تو توقع اور امید قائم رہتی ہے کہ تراوت موجود ہے حیات موجود ہے ۔ اگر ایمان نہ ہو بظاہر حاجی ہو ، صائم ہو مگر ایک نہ ایک دن یہ سب کچھ چھوڑ جائے گا ۔ قیامت کے دن اس کے سارے اعمال حسنہ هباءً منثوراً کر دیئے جائیں گے

تعلیم وانقیاد

بھائیو ! ایمان دل سے یہ کہ دیتا ہے کہ یا اللہ میں آپ کے ہر حکم کے سامنے گردن نہادہ ہوں ۔ میرے رگ و ریشہ میں آپ کی محبت ہے ۔ میں ہر لحاظ سے آپ کی تابعداری کروں گا ۔ آپ کا غلام رہوں گا اور ماننا بھی ایسا کہ محبت بھی ہو دل کی بشاشت بھی ہو ۔ اگر پیشانی پر بل ہے ۔ دل میں تنگی ہے تو ایسی غلامی قبول نہیں بلکہ عربی میں انقیاد و تسلیم ، فارسی میں گردن باطاعت نہادن یا گردن دیدن اور پشتو میں منل او کول جسے کہتے ہیں ۔ خدا ایک ہے میں مانتا ہوں ، میں مانوں گا ۔ اور اس کے احکام ہیں اسے بجا لاؤں گا ، اور رسول کے احکام کے سامنے اپنے آپ کو ایسا کر دے جیسے مردہ بدست غاسل میری کوئی رائے نہیں ، حرکت نہیں ، سرتابی کی مجال نہیں ، وہی کروں گا جو خدا کہے گا ، بس یہی ایمان ہے ۔

ایک جگہ ارشاد ہے :

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما

ترجمہ : "اے نبی تیرے رب کی قسم کہ یہ لوگ جب تک آپ کو اپنے تمام اختلافی مسائل خاندانی اور بیرونی جھگڑوں میں اپنا حکم نہ کر دیں تیرے پاس اپنے مسائل فیصلے لائیں اور اس کے بعد کھلے دل سے آپ کے فیصلے پہ سر تسلیم خم نہ کر دیں اور دل میں کوئی تنگی نہ آنے دیں ، اس وقت تک یہ ہرگز مومن نہیں کہلا سکتے"

شریعت سے مذاق

آج تو ایسی جاہلانہ باتیں کی جاتی ہیں کہ خدا کی پناہ ۔ پشتو میں کہتے ہیں :

شریعت خہ دے خو دَ خوځوانانو
نہ دے (شریعت اچھی چیز ہے مگر
اچھے جوانوں کے لیے نہیں ۔)

کیا شریعت کنجروں ، غنڈوں کے لیے ہے کافروں کے لیے ہے ۔ خدا کا حکم آ جائے تو پیشانی پہ بل آ جائیں ۔ ترشروئی سے سنے ۔ یہ تو اسلام نہیں پہلے آ کر پوچھتے ہیں کہ شریعت پر فیصلہ کرانا ہے ، اگر فیصلہ میرے حق میں ہے تو ٹھیک ہے ورنہ عدالت چلا جاؤں گا ۔ اگر فیصلہ خلاف پڑتا ہے تو نہ فیصلہ کرانے کو تیار ہوتا ہے نہ ماننے کو ۔ اگر فیصلہ شریعت کا خلاف ہوا تو گالی گلوچ شروع کرے کہ شریعت نے ظلم کیا کہ قاضی اور مولوی نے رشوت لی ہوگی ۔

مولوی کی آڑ میں اسلام سے نفرت

جنہیں آج کل اصل نفرت شریعت اور دین سے ہے وہ مولوی اور قاضی کی آڑ میں اپنی نفرت نکالتے ہیں ۔ شریعت کو گالی دے نہیں سکتا تو مولویوں کو گالی دی جاتی ہیں ۔ ملا پر سب و شتم ہوتی ہے ۔ اس طرح دل کی بھڑاس اسلام اور شریعت کے خلاف نکال دی جاتی ہے ۔ اور مولوی اس لیے برا لگتا ہے کہ وہ شریعت کی بات کرتا ہے اور اصل میں اسے نفرت ہے شریعت سے ، لیکن خدا نے کہا کہ جب تک خدا اور رسول کے فیصلوں پر گردن نہادہ نہ ہوگا ، سر تسلیم خم نہیں کرے گا ، اگر فیصلہ خلاف بھی ہو تو دل میں بھی تنگی نہیں لائے گا اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکے گا ، بلکہ نفرت ہی نہیں شریعت کا فیصلہ اپنے خلاف سن کر بھی مسلمان کو اللہ کی حمد کرنی چاہیے کہ الحمد للہ جیسے کہ نماز پڑھ کر باغ باغ ہو جاتا ہے ۔ اس طرح اگر شرعی فیصلہ میں دس بیس جریب بار بھی دے گا مگر دل خوش ہو گا کہ الحمد للہ حرام سے و دوزخ

سے بچ گیا اور الحمدللہ کہ شریعت کا فیصلہ مان لیا۔

ایمان ویقین کی برکت

امن و اطمینان

پھر یہ کہ اللہ پر بھروسہ بھی ہے تو دل ہر وقت خوش و مطمئن ہے۔ کبھی اسے بے اطمینانی اور بے چینی نہیں آتی۔ مثال کے طور پر پولیس کا ایک سپاہی ہے اور سارے غنڈوں، مفروروں کے پیچھے اکیلا بڑی جرات اور دلاوری سے بھاگتا پھرتا ہے۔ کوئی تلوار ہاتھ میں نہیں صرف ایک فرمان شاہی ہے کہ یہ سرکاری تحفظ میں ہے تو اکیلے قاتلوں غنڈوں کو بھگاتا ہے۔ ایک ڈاکیہ کے ساتھ ہزاروں روپے کا تھیلا ہے۔ بدمعاشوں میں الگ تھلگ گھومتا پھرتا ہے۔ کوئی اسے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ اس لیے کہ اب پوری حکومت اس کی پشت پر ہے۔ مجال ہے کہ کوئی اوپر بھی دیکھے ورنہ فوج اور پولیس اس کی امداد کے لیے آجائے گی۔ ڈاکیہ کو اپنی حکومت پر بھروسہ ہے۔ اس لیے ہر خطرے میں مطمئن جارہا ہے۔ تو اب جس کا خدا پہ اعتقاد ہے تو کیا اس میں بے قراری اور بے اطمینانی آسکتی ہے۔ جب رب العالمین اس کے ساتھ ہے پھر اسے کیا خوف اور کیا ڈر۔

دولتِ ایمان سے محروم

دولت مندوں کی بے چینی

یہ دولت مند اور کروڑپتی آج بے چین ہیں گھنٹوں میں ہزاروں، لاکھوں آمدنی ہوتی۔ مغرب کے بڑے بڑے کروڑپتی تھے۔ مگر دو وقت کھانا بھی اس دولت میں نصیب نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ ساری دولت کو دے کر بھی دل کا اطمینان خریدنا چاہتے ہیں، مگر نہیں مل سکتا۔ کسی نے ایک امیر سے ذکر کیا کہ تجھے اتنی ترقیات ملیں، قسم قسم کے کارخانے وسیع و عریض سلطنت اور کاروبار پھر تمہیں کیا فکر؟ کہا یہ سب صحیح مگر دل کا سرور اور دل کا اطمینان دے کر میں نے یہ سب کچھ پایا بھی تو کیا۔

تو مسلمان کا بھروسہ تو اللہ پر ہے۔ وہ مطمئن نہ ہوگا تو کون ہوگا۔ ایک شخص کے صوبے کے وزیر اعلیٰ یا دوسرے حاکم سے ربط ہے، تعلق ہے تو وہ مطمئن ہے کہ کسی نے آنکھ بھی اٹھائی تو وہ ٹھیک کر دے گا جس سے دوستی ہے۔ تو اب جس کی دوستی خدا سے ہوگی وہ بھی ڈرے گا نہیں بالکل مطمئن پھرتا رہے گا۔

ارشاد خداوندی ہے:

الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب

(خدا کی یاد سے ہی قلب مطمئن ہوتا ہے، صرف اور صرف اس کی یاد سے)

تو اس کی یاد ایسی ہو کہ یا اللہ تو تو میرا خالق ہے۔ تو ہر چیز کا مالک ہے۔ یا اللہ! میں نے سب کچھ تیرے سپرد کر دیا۔ اور منقاد ہو گیا۔ پورے رگ و ریشے میں تیرا ہی حکم اور محبت راسخ ہوگا تیرے ہر حکم پر خوش ہوتا رہوں گا۔ اور تجھ ہی پر بھروسہ ہے۔ بس یہ ہے ایمان۔ اور جب ایمان آگیا تو تم دیکھو گے مصیبت بھی ہوئی تو کہے گا کہ خدا کو منظور تھا، دولت گئی خوش ہوگا کہ محبوب کی مرضی ہے۔ اب اس کے دل میں ایسی تنگی کب آئے گی کہ یہ معاملہ میرے ساتھ اللہ نے کیوں کیا۔ کیا تو ہر معاملہ اس کا مجھے منظور رہے۔ دل و جان سے راضی ہوں تو اب غم کہاں رہے گا۔

حضور کے اخلاقِ حسنہ کی پیروی۔

اس کے ساتھ اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کی ضرورت ہے۔ حضور اقدس نے کبھی ذاتی انتقام نہیں لیا۔ ساری دنیا نے ستایا، پتھر برسائے گالیاں دیں، مگر کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ یہ ہیں اخلاقِ محمدی یہ امت دنیا میں اس لیے آئی کہ دنیا میں امن و اطمینان قائم کر دے۔ دنیا میں خیر اور بہتری پھیلا دے اور آج ایمان سے کہیں کہ آپ ایک گالی کے مقابلے میں دس گالیاں نہیں دیتے اس طرح بدی کم ہوگئی۔ اور دس گنا اور بھی بڑھ گئی۔ کسی نے تھپڑ دیا آپ نے چاقو سے مارا تو اس نے ایک بار پھر بدی کا ارتکاب کیا۔ آپ نے اس سے بھی زیادہ اور بار بار بدی کی۔

ادفع بالتی ھی احسن

پہ کتنا عمل ہوتا ہے۔

عفو اور صفح

افسوس کہ جو قوم دنیا کی اصلاح کے لیے آئی تھی۔ اب اس نے بدی اور شر کو اور بڑھا دیا جس امام کے ہم مقلد ہیں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کسی نے امام سے کہا کہ فلاں شخص نے بھری مجلس میں آپ کی غیبت کی، گالیاں دیں، حد سے زیادہ الزامات لگائے۔ امام صاحب نے کہا اچھا، پھر کسی وقت تحفوں کا بھرا ہوا تھال لیکر اس شخص کے پاس گئے، دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے دیکھا تو ڈر گیا کہ شاید امام صاحب کو کسی نے میری باتیں پہونچا دی ہیں۔ امام صاحب نے مصافحہ کیا اور تحفے پیش کر دیئے۔ اس نے حیرت سے کہا یہ کیا؟ امام نے کہا تم نے میرے اوپر احسان کیا ہے۔ تم نے مجھے گالیاں دی ہیں، غیبت کی ہے۔ تم نے اپنی آخرت خراب کر دی اور میری اچھی کر دی۔ اور کوئی کسی کو ایک گھونٹ پانی پلا دے تو وہ شکر گذار ہوتا ہے بدلہ دیتا ہے۔

تو امام صاحب نے کہا کہ اس سے بڑا تو احسان ہو ہی نہیں سکتا کہ تم نے اپنی نیکیاں مجھے دیدیں اور میرے سیئات اپنے نامۂ اعمال میں ڈال دیئے۔ اس لیے گالی غیبت دینے والے حقوق العباد ضائع کرنے والے کے قیامت کے دن حسنات دوسرے کو دے دیئے جائیں گے۔ حسنات و سیئات کا تبادلہ ہوگا۔ میرے گناہوں کا بوجھ تم نے اپنے اوپر لاد لیا۔ اس شخص کو تنبیہہ ہوئی، تائب ہوا۔ قدموں پہ گر پڑا۔ یہ ہے برائی کو بھلائی سے ختم کر دینا، نہ کہ برائی کا جواب برائی سے۔ مگر

عنایت اللہ خان

امریکہ کی غذائی امداد کا اصلی روپ

امریکی غلہ جہاں جاتا ہے قحط لاتا ہے

امریکی حکام اور حکمران کے علاوہ دوسرے ملکوں میں اس کے بہی خواہ امریکہ کو تیسری دنیا کا دوست اور خیر خواہ ثابت کرنے اور اس کو ایک سخی ملک کی حیثیت سے شہرت دینے کے لیے اس کی غذائی امداد کا جا و بے جا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ جہاں تک اس غذائی امداد کا تعلق ہے ترقی پذیر ملکوں کے لیے اس کی ضرورت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ خاص طور پر ایسے حالات میں جبکہ ہر روز دنیا کے کسی نہ کسی حصے میں بھوک اور فاقہ کشی کے ہاتھوں انسان لقمہ اجل بن رہے ہوں۔

غلے کی تجارت امریکہ کے لیے ایک منافع بخش کاروبار ہے تو اس کی خریداری لوگوں کے لیے ایک لازمی ضرورت ہے۔ چنانچہ امریکہ کی متعدد بندرگاہوں سے غلے سے لدے ہوئے جہاز آئے دن افریقہ، ایشیا اور لاطینی امریکہ کے ملکوں کے لیے روانہ ہوتے رہتے ہیں، چنانچہ یہ کہنا غلط ہو گا کہ ان ملکوں کو امریکی غلے کی روانگی انسان دوستی یا خیر خواہی کی بنیاد پر ہوتی ہے، بلکہ تجربے اور مشاہدے سے ثابت ہوا ہے کہ غلہ امریکہ کی خارجہ پالیسی کے مقاصد کے حصول میں ایک اہم ہتھیار کے طور پر استعمال ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ غلے کی تجارت اور بیرونی ملکوں میں اس کے موثر استعمال کو یقینی بنانے کے لیے امریکی حکومت نے ایک باضابطہ قانون بنایا جو پبلک لا ۴۸۰ (پی، ایل ۴۸۰) کے نام سے مشہور ہے۔ اس قانون میں بدلتے ہوئے حالات کے مطابق تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

دوسری عالمگیر جنگ کے بعد کے ابتدائی سالوں میں امریکی غلے کی تجارت کو کافی فروغ حاصل ہوا، کیونکہ مغربی یورپی ممالک جو کہ جنگ کی زد میں آ گئے تھے اور ان کی معیشت کے دیگر شعبوں کی طرح زراعت بھی تباہ ہو گئی تھی۔ ان حالات میں مغربی یورپ امریکی غلے کی منڈی بن گیا تھا۔ لیکن مغربی یورپی ملک جلد ہی غذائی پیداوار میں خود کفیل بن گئے اور انہیں امریکی غلے کی ضرورت نہیں رہی جس کی وجہ امریکہ کے غلے کے گوداموں میں غلے کے ذخائر منجمد ہونے لگے تو امریکی حکمرانوں کو نو آزاد ملکوں کا خیال آیا اور انہوں نے پی، ایل-۴۸۰ کے تحت ابتداءً ان نو آزاد ملکوں کو جو امریکہ کو جنگی نوعیت کا خام مال فراہم کرتے تھے تحفتاً غذائی امداد دینے کا فیصلہ کیا۔ تاہم ابھی غلے کو پہنچانے کے اخراجات کے نام پر ان ملکوں سے مقامی سکے میں غلے کی قیمت کا ایک حصہ وصول کیا جاتا تھا جو امریکی سفارت خانہ اسی ملک میں خرچ کرتا تھا۔ جس کا وہ مقامی حکومت کو حساب دینے کا پابند نہیں تھا۔ یہ سلسلہ اب بھی بہت سے ملکوں میں جاری ہے۔

امریکی غذائی امداد کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ امداد حاصل کرنے والے ملکوں کی حکومتیں اپنے ہاں زراعت کو ترقی دے کر غلے کی پیداوار میں اضافہ کرنے کی طرف سے غافل ہو گئیں اور غلے کی مناسب قیمتیں نہ ملنے کی وجہ سے کسانوں نے بھی غلے کی کاشت سے ہاتھ کھینچ لیا نتیجے کے طور پر یہ ملک امریکی غلے کے محتاج ہو کر رہ گئے۔ اس سلسلے میں برازیل کو مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ جہاں امریکی غلے کی آمد سے کسان تباہ حالی کا شکار ہو گئے۔ اور مقامی غلے کی مناسب قیمتیں نہ ملنے کی وجہ سے کاشتکاروں اور زمینداروں نے غلہ اگانا چھوڑ دیا۔ جس کے نتیجے میں ۱۹۶۴ء میں برازیل کو امریکی غلہ کی درآمد میں دوگنا اضافہ کرنا پڑا۔ اسی امریکی غلے کا نتیجہ ہے کہ لاطینی امریکہ کا یہ سب سے بڑا ملک آج تک غلے کی پیداوار میں خود کفیل نہیں ہو سکا ہے۔

جب امریکی حکمرانوں نے تحفے کے طور پر اور ازاں بعد رعایتی نرخوں پر مختلف ترقی پذیر ملکوں کو غلہ فراہم کر کے ان کو اپنے غلے کی منڈی بنا دیا اور ان کی زرعی معیشت کو تباہ کر دیا تو اس غلے کو انہوں نے سیاسی دباؤ کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا اور بہت سے ترقی پذیر ملکوں میں غلے کے اس دباؤ نے بڑا موثر کردار ادا کیا۔ لیکن جب کسی نو آزاد ملک نے اس دباؤ کی مزاحمت کی تو امریکہ نے اس کی غذائی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس سلسلے میں ناصر کی مصر بھی ایک عمدہ مثال ہے۔ ۱۹۵۲ء کے مصری انقلاب کے بعد جب صدر ناصر نے ایک آزاد اور خود مختار پالیسی اختیار کی تو امریکہ نے غلے کو دباؤ کے لیے استعمال کرنا شروع کیا۔

غلے کی برآمد کے پیچھے امریکہ کی بعض دوسری مصلحتیں بھی کام کرتی ہیں جن میں اپنے قومی اور

سیاسی وقار، اور معاشی دھاک میں اضافہ کرنا بھی شامل ہے، لیکن اس کے باوجود اس امریکی غذائی امداد کی اصل نوعیت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔

امریکہ کی غذائی امداد کی تجارتی نوعیت کا اظہار پی۔ ایل۔ ۴۸۰ میں ۱۹۶۸ء میں کی جانے والی اس ترمیم سے بھی ہوتا ہے جس میں غلہ حاصل کرنے والے ترقی پذیر ملکوں کو اس بات کا پابند کیا گیا تھا کہ وہ امریکی غلے کی قیمت آئندہ سے زرمبادلہ میں ادا کریں۔ امریکی غذائی امداد کی تجارتی نوعیت کا اعتراف اب خود امریکی بھی کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ نیویارک ٹائمز نے اپنی ایک ایک گذشتہ اشاعت میں اعتراف کیا ہے کہ امریکہ کی زرعی برآمدات کا ۸۵ فی صد حصّہ تجارتی مقاصد کے تحت ہوتا ہے۔ جس سے غریب ملکوں کو بڑی زک پہونچی ہے۔

جہاں تک امریکہ کی غذائی امداد کی سیاسی نوعیت کا تعلق ہے تو ۱۹۶۷ء میں منظور کیے جانے والے ترمیم شدہ پبلک لا، (پی ایل ۴۸۰) کے دیباچے میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ یہ غذائی امداد امریکہ کی خارجہ پالیسی پہ عمل درآمد کرنے میں مددگار ہوگی۔ اس غذائی امداد کے مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے ۱۹۷۵ء میں اس وقت کے امریکی وزیر زراعت ایربٹز نے روم میں بین الاقوامی غذائی کانفرنس میں کہا غذائی امداد امریکہ کی بین الاقوامی سفارت کاری کے اسلحہ خانے میں ایک اہم ہتھیار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی سال اقوام متحدہ کے ادارہ خوراک و زراعت میں امریکی مندوب ایڈون مارٹن نے ایک سرکاری بلیٹن رکن ملک امپلکٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ امریکہ کا خوراک برائے امن پروگرام بہت مفید ثابت ہوا ہے اسی لیے اس پروگرام کو جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور اس فیصلے کے مطابق امریکہ اب بھی مختلف ملکوں کو امداد دے رہا ہے، لیکن ایک الگ سوال ہے کہ کن ملکوں کو یہ امداد دے رہا ہے اس سوال کا جواب خود ایک امریکی ادارے کے اعداد وشمار کے مطابق کچھ یوں ہے کہ اس وقت لاطینی امریکہ کو دی جانے والی مجموعی غذائی امریکی امداد کا ۴۲ فی صد چلّی کی فسطائی ہنوشے جنتا کو دی جاتی ہے اور ایک کثیر حصّہ ہائیتی کی ڈُوالیئر حکومت کو جاتی ہے۔ ایشیا کو دی جانے والی غذائی امداد کا بیشتر حصّہ اسرائیل اور جنوبی کوریا کو ملتا ہے، جس میں سے جنوبی کوریا کو تنہا ساڑھے سات کروڑ ڈالر (۷۵ کروڑ روپے) کی مالیّت کی غذائی اجناس فراہم کی جاتی ہیں، لیکن ۱۹۷۵ء میں بنگلہ دیش میں شدید غذائی قلّت نے قحط کی صورت اختیار کی تو بنگلہ دیش کی حکومت نے غذائی امداد کے لیے امریکہ سے رجوع کیا، مگر اس وقت بنگلہ دیش کے پاس نقد ادائیگی کے لیے مناسب رقوم نہیں تھیں جس کی وجہ سے اس نے قرضے کے لیے امریکی بنکوں سے رجوع کیا، مگر ان بنکوں نے بنگلہ دیش کو قرضہ دینے سے انکار کر دیا اور اس طرح وہ امریکی غلّہ حاصل نہیں کر سکا۔

نیویارک ٹائمز اور انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹریبیون نے امریکی غذائی امداد کے اس تجارتی پہلو کا حال ہی میں انکشاف کیا ہے۔ ساتھ ہی انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹریبیون نے بنگلہ دیش کو امریکی غلّے کی فراہمی سے انکار کی اصل وجہ بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"۱۹۷۴ء میں موسم بہار میں بنگلہ دیش نے تیس لاکھ ڈالر کی مالیّت کی جوٹ کیوبا کے ہاتھ فروخت کی تھی، جب کہ پی ایل ۴۸۰ کے تحت کوئی ملک جو امریکی غذائی امداد حاصل کر رہا ہو شمالی ویت نام اور کیوبا سے تجارت نہیں کر سکتا"۔

چونکہ بنگلہ دیش نے اس پابندی کو توڑا تھا اس لیے اسے بھوکا مرنے کی سزا دی گئی۔ انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹریبیون نے مزید لکھا ہے کہ:

"بنگلہ دیش جیسی صورت حال کسی اور ملک میں بھی پیدا ہو سکتی ہے اور انکل سام کی فیاضی اور [illegible] پھر اسی طرح لوگوں کو بھوکا مر-

افریقہ میں بیرونی مداخلت

براعظم افریقہ ان دنوں ایک شدید قسم کی اتھل پتھل کا شکار ہے۔ ایک طرف جنوبی افریقہ نمی بیا اور رہوڈیشیا کے حریت پسند عوام سفید فام نسل پرست اقلیتی راج سے نجات حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ تو دوسری طرف زائر، بینین اور ایتھوپیا میں داخلی گڑبڑ اور بیرونی مداخلت کا زور ہے۔

ہمارے قارئین کو چند ماہ پہلے کا یہ واقعہ تو یاد ہو گا کہ افریقہ کی چھوٹی سی جمہوریہ بینین میں بعض مغربی ملکوں نے اپنی بھاڑے دار فوج اتار کر اس ملک میں قتل وغارت گری کا بازار گرم کرنے کی کوشش کی تھی تاکہ بینین کی حکومت کا تختہ الٹ کر وہاں کٹھ پتلی حکومت قائم کی جائے۔ تاہم بینین کی حکومت اور عوام نے اس سامراجی سازش کو ناکام بنا دیا۔

بینین کے بحران کے خاتمے کے کچھ عرصے بعد انگولا کی سرحد سے ملحق زائر کے جنوب مشرقی صوبے مشابا میں ایک بڑی بغاوت ہوئی یہ بغاوت جو آنجہانی پیٹرس لومبا کی سابق کٹنگا آرمی نے کی تھی۔ اتنی شدید تھی کہ زائر کی سرکاری فوجیں پسپا ہو گئیں اور صوبے کا بیشتر علاقہ باغی کٹنگا آرمی کے قبضے میں چلا گیا۔ اس موقعے پر امریکہ اور اس کے ناٹو کے اتحادی یورپی ملکوں نے اس بغاوت کو بیرونی مداخلت سے تعبیر کیا۔ اور زائر کی موبوتو حکومت کی حمایت کا اعلان کیا۔ ادھر بعض افریقی ملکوں نے اس بغاوت کو کچلنے میں موبوتو حکومت کی مدد کا اعلان کیا۔ مراکش نے اپنی تین

ہزار بری فوج موبوتو حکومت کی مدد کے لیے بھیجنے کا اعلان کیا۔ اور فرانس نے اُس فوج کو زائر پہنچانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ مصر کے صدر سادات نے اپنی فضائیہ کے طیارے اور جوان زائر کی مدد کے لیے بھیجے۔ عوامی جمہوریہ چین نے زائر کے لیے ہنگامی بنیادوں پر ضروری اسلحہ فراہم کیا۔ امریکہ نے اس موقع پر زائر کے لیے تقریباً ڈیڑھ کروڑ ڈالر کا اسلحہ زائر کی فوجوں کے لیے بھیجا۔ اور اب تین کروڑ بیس لاکھ ڈالر کا مزید اسلحہ زائر کو امداد کے طور پر دینے کا اعلان کیا۔ جب کہ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ نے جس کی پالیسیاں امریکہ بناتا ہے۔ زائر کو ساڑھے آٹھ کروڑ ڈالر کا ایک قرضہ دینے کا اعلان کیا ہے۔

اسی اثنا میں شہنشاہ ایران رضا شاہ پہلوی نے بھی زائر کو فوجی امداد بالخصوص فضائیہ کے دستے فراہم کرنے کی پیش کش کی ہے۔

زائر کی حکومت نے جو باغیوں کا تنہا مقابلہ کرنے کی شکست نہ پاکر غیر ملکی فوجوں کی مدد حاصل کر رہی ہے۔ الزام لگایا ہے کہ صوبہ شابا کی اُس گڑبڑ میں غیر ملکی سازش کا ہاتھ ہے۔ شروع شروع میں تو اُس نے روس، کیوبا، پولینڈ اور پڑوسی افریقی ملک انگولا کو اُس گڑبڑ کا ذمہ دار قرار دیا۔ مگر اب یہ گڑبڑ کرانے والوں کی فہرست میں اُس نے مزید ناموں کا اضافہ کرتے ہوئے جرمن جمہوری پبلک (مشرقی جرمنی) اور پرتگال کا نام بھی شامل کر لیا ہے۔ اور اس طرح موبوتو حکومت نے شابا صوبے کی بغاوت کو ایک بین الاقوامی مسئلہ بنا دیا ہے۔

کیوبا، روس، پولینڈ اور انگولا نے زائر میں کسی قسم کی مداخلت سے انکار کیا ہے اور اسے زائر کا داخلی معاملہ قرار دے کر بیرونی قوتوں کی مداخلت کی مذمت کی ہے۔ مگر تازہ اطلاعات سے معلوم ہے کہ موبوتو حکومت نے اپنے ملک کے معاملات میں مبینہ مداخلت کرنے والوں کی فہرست میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ چنانچہ اپنے ایک تازہ ترین بیان میں موبوتو حکومت نے پرتگال اور موزمبیق پر بھی زائر میں بغاوت کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔

زائر ایک طویل خانہ جنگی کے نتیجے میں کانگو (کنساشا) موجودہ زائر اور کانگو (برازاویل) دو سکورہ میں کانگو کے تقسیم ہونے کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے۔ زائر دراصل بلجیئم، امریکہ اور معاہدہ شمالی اوقیانوس کے دیگر ممبر ملکوں کی کوششوں کے نتیجے میں وجود میں آیا تھا جہاں شومبے اور موبوتو نے مشہور حریت پسند رہنما پیٹرس لومبا کو قتل کر کے برسر اقتدار آئے تھے۔ جس کے بعد سخت تشدد کے نتیجے ہیں۔ لومبا کے حامی عناصر دب گئے تھے۔ مگر شابا صوبے میں ہونے والی حالیہ بغاوت سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ عناصر اب پھر ابھر رہے ہیں اور انہیں مقامی آبادی کی حمایت بھی حاصل ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ چینی اور امریکی اسلحہ سے لیس زائر اور مراکش کی بری فوجوں اور مصری فضائیہ کے مشترکہ حملوں کے نتیجے ہیں۔

باغیوں کے جنوب کی طرف پسپا ہونے کے بعد جب زائر اور مراکش کی فوجیں موچا یا قصبے میں پہنچیں تو پورا قصبہ ویران پڑا تھا اور سات ہزار افراد مشتمل قصبے کی پوری باغیوں کے ساتھ چلی گئی تھی۔ باغیوں کو حاصل اس عوامی حمایت کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ زائر ایک طویل گوریلا جنگ کے دہانے پر کھڑا ہوا ہے۔ اس خیال کو تقویت اس بات سے بھی ملتی ہے کہ باغیوں کے لیڈر ناتانیل ممبانے شابا کے اہم قصبوں سے پسپا ہونے کے بعد کہا ہے کہ وہ اپنی چھاپہ مار کارروائیاں جاری رکھے۔

مغربی ملکوں کے لئے سیاسی اور معاشی دونوں اعتبار سے زائر کی بڑی اہمیت ہے اول تو اس لئے کہ زائر کا صوبہ شابا معدنی دولت خاص کر تانبے کی کانوں کے لئے مشہور ہے اور یہ تمام معدنی ذخائر مغربی ملکوں کی مختلف کمپنیوں کے قبضے میں ہیں۔ زائر کے تانبے کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لئے صرف اتنا جاننا کافی ہوگا کہ مغربی ملکوں کی تانبے کی درآمدات میں زائر کے تانبے کا حصہ کم از کم سات فی صد ہے اور اس سے زائر کو اپنی برآمدات کی آمدنی کا چالیس فیصد حاصل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ زائر جنوبی افریقہ اور رہوڈیشیا کی سرحد پر واقع افریقی ملکوں کی شمالی سرحد پر واقع ہونے کی وجہ سے افریقہ جنوب کے سیاسی معاملات میں مغربی ملکوں کے لئے زبردست جنگی اہمیت رکھتا ہے اور وہ زائر کو جنوبی افریقہ اور رہوڈیشیا کی نسل پرست سفید فام اقلیتی حکومتوں کی مخالف قوتوں پر دباؤ کے لئے بھی استعمال کر سکتی ہیں۔ اس سلسلے میں انگولا کے واقعات میں زائر کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ انگولا کی خانہ جنگی کے دوران حکمران جماعت ایم۔ پی۔ ایل کی مخالف تحریکوں الیف۔ این ایل۔ اے اور یونیٹا کے بلاک کو چینی اور امریکی اسلحہ اور دوسری امداد زائر ہی کے ذریعے ملتی تھی۔

زائر کے حالیہ بحران نے جس طرح ایک بین الاقوامی مسئلے کی حیثیت اختیار کی ہے اس سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں افریقہ میں بھی ویت نام کی سی صورت حال پیدا نہ ہو جائے یا پھر اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مغربی ممالک، انگولا گنی بساؤ موزمبیق اور دوسرے نوآزاد افریقی ملکوں کے خلاف جنہوں نے اپنی قومی ترقی کے لئے غیر سرمایہ دارانہ راستہ اختیار کیا ہے۔ انتقامی کارروائیاں نہ کریں۔ ان خطرات کو مدنظر رکھتے ہوئے سوڈان اور مصر کی جانب سے افریقہ میں بیرونی مداخلت پر تشویش قابل فہم بات نظر آتی ہے۔ خاص کر ان حالات میں جب خود سوڈان کے پڑوسی ملک ایتھوپیا کے مشرقی حصے میں بیرونی مدد سے علیحدگی کی ایک تحریک چل رہی ہے۔ جس کی وجہ سے سوڈان اور ایتھوپیا کے تعلقات میں شدید کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔

بقیہ حقیقت ایمان

آج تو کوئی تنکا اٹھائے - ہم شہتیر اٹھا لیتے ہیں. اخلاق محمدیؐ نہیں رہے - دین کے کسی معیار پر زندگی پوری نہیں اترتی - فرمایا گیا کہ آخری زمانہ میں اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور قرآن شریف رسم ہوگا - آج رسم و رواج نے جگہ لے لی ہے - اور صرف نام باقی چھوڑا ہے.

عبادت

بہر تقدیر خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری تابعداری اور عبادت کروگے - یہ میرا قطعی فیصلہ ہے -

وقضیٰ ربك الا تعبدوا
الا ایاہ -

اور عبادت کا معنی ہے انتہائی تذلل اختیار کرنا، اسکی مرضیات کی تعمیل اور اس کی نامرضیات سے اجتناب کرنا یہی ہے عبادت. اللہ نماز پر راضی ہوتا ہے جو اسے ناراض ہوا ہے مسلمانوں کے اتفاق و محبت پر راضی اور باہمی نفاق، بغض و حسد پر ناراض ہوتا ہے تو مرضیات کی تعمیل اور نامرضیات سے اجتناب اور پرہیز یہ عبادت ہے -

عبادت کی پہچان وحی ورسالت سے ہے

اب یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ کی مرضیات کیا ہیں اور نامرضیات کیا ہیں یہ تو بغیر وحی کے معلوم نہیں ہو سکتا - ہم آپ ایک نوع کے ہیں، نبی نوع انسان ہیں - دو انسان ایک جگہ بیٹھے ہوتے ہیں باہمی معانقہ بھی کر لیتے ہیں، مگر دوسرے کو ہرگز یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جس سے معانقہ کیا دل سے دل ملا دیا - اس کے دل میں اس وقت کیا خیالات ہیں، کس بات سے راضی اور کس سے ناراض ہوتا ہے، کونسی چیز کھانا چاہتا ہے، کونسی نہیں - کس کام پہ راضی اور کس بات پر ناخوش ہوتا ہے جب تک وہ خود اپنی مرضیات اور نامرضیات نہ کہہ دے، خود نہ بتلا دے تو اللہ تعالیٰ سے تو انسان فانی کی کوئی نسبت ہی نہیں تو بغیر بیان کے ہمیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے. نہ عقل سے کہ فلسفہ سے نہ سائنس اور منطق سے اب جس ذاتِ اقدس کے ذریعے اللہ تعالیٰ یہ بتلاتے ہیں. اسے رسول کہتے ہیں. اور اس بیان کو وحی کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی مرضیات معلوم ہوتی ہیں وحی سے اور وحی آتی ہے. نبی اور رسول کے ذریعہ تو اب اللہ کے احکام کی تکمیل ہی عبادت ہے. یہ عقل سے نہیں معلوم ہو سکتا نہ خدا ہر شخص کو اپنی مرضیات براہِ راست بیان کرتا ہے. بلکہ فانی بادشاہ بھی اپنے آرڈر سے کسی ایک کو مطلع کر دیتا ہے پھر وہ اس کا اعلان کرتا ہے. تو نبی کے کہنے پر چلنا اس کے بتلائے ہوئے راستے پر چلنا اس نے جو طریقہ بتلایا کسی بات کا امر کیا بس یہ اللہ کی وحی ہے.

وما ینطق عن الھویٰ
ان ھو الا وحی یوحیٰ اس نے

کہا یہ مت کرو اسے نہیں کرنا تو اب اللہ تعالیٰ کی مرضیات اور نامرضیات یعنی عبادت کی پہچان کا ذریعہ پیغمبر ہی ہیں. دوسرا راستہ نہیں - تو اسی آیت میں نبی کی اطاعت بھی آگئی. جیسا کہ ارشاد ہے

قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی - اگر اللہ تعالیٰ سے محبت

ہے تو رسولؐ کے نقش قدم پر چلنا پڑے گا اور اس کی پیری اور اطاعت اللہ کی اطاعت ہوگی حضورؐ کے اخلاق پر چلنا ہوگا. اور جب تک معیشت اور معاشرت تہذیب اور تمدن ان کی زندگی کے مطابق نہیں ہوگی تو نہ عبادت درست ہوگی. نہ اسلام اور ایمان کی تکمیل ہو سکے گی. اور اگر اتباع اور اطاعت اختیار کی تو دنیا اور آخرت اللہ دونوں بہتر کر دے گا.

تحریکِ نظامِ مصطفیٰؐ کا سپاہی

طارق شہزاد شہید

ایک ایسے جلیل القدر مجاہد کی داستان جس کی قربانی سے تحریک نفاذ شریعت کو وہ تقویت ملی جس کے نتیجہ میں دور حاضر کی جابر و ظلم و تشدد پر مشتمل حکومت کی مضبوط کرسی ناپائیداری میں تبدیل ہو کر اس قدر کمزور ہو گئی کہ آج حکمرانوں کو اپنی حفاظت اور تحفظِ اقتدار کے لیے کوئی سہارا نظر نہیں آتا

یہ مجاہد غازی محلہ گڑھی شاہو میں رمضان شریف کی ۱۴ تاریخ کی سحر کو میاں عبدالحمید کے گھر پیدا ہوئے۔ والدین نے محمد طارق شہزاد نام تجویز کر کے مسرت کے پھول نچھاور کئے۔ ابتدائی تعلیم علاقائی کشمیر ہائی سکول میں حاصل کی ذہنی صلاحیتوں کی بنا پر جلد ہی اساتذہ کے منظور نظر ہو گئے۔ مڈل تک اپنی کلاس میں تمام طلباء پر تعلیمی میدان میں سبقت حاصل کرتے رہے مڈل بورڈ کے امتحان میں اول پوزیشن حاصل کر کے اپنے سکول کا نام روشن کیا۔ اسی موقع پر سکول کے ہیڈ ماسٹر نے ایک کتاب طارق بن زیاد،، انعام میں دی تو یوں گویا ہوئے کہ ان کا نام تاریخ کے اوراق میں طارق بن زیاد بن کر ابھرا ہے۔ میں طارق بن شہید،، بن کر اپنا نام رقم کرواؤں گا۔

مڈل کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول باغبانپورہ میں حصول تعلیم کا سلسلہ جاری کیا مطالعہ کے ساتھ ساتھ جسمانی اور فنی میدان میں بھی اپنے رفقائے کار سے قدم ملا کر چلتے رہے اور کئی انعامات حاصل کئے اور ادبی میدان میں عمر کی ناپختگی کے باوجود شاعری اور ناول نگاری کا فن اجاگر کیا۔ اور بے شمار اشعار اور ایک ناول جو ابھی تک تکمیل کے مراحل سے گزر رہا تھا۔ تحریر کیا کورس کے مطالعہ کے لیے حسنِ فطرت کا مطالعہ اپنے مزاج کے اعتبار سے سب سے زیادہ کیا اور سکول کے ایک فنکشن میں شالامار باغ کا مکمل اور آرائشی حسن سے مالا مال ماڈل پیش کیا کہ ناظرین کم سنی میں فن معیار دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔ اس کے علاوہ جمالیاتی ذوق میں اس قدر طاق تھے کہ کبھی بھی لباس میں اس کی کمی نہ آنے دی صفائی پسند طبیعت رکھنے والے طارق شہزاد نے تمام چیزوں پر اپنی صفائی کے معیار کو مقدم جانا۔ سکول میں کلاس مانیٹر رہے۔ تمام فنکشنوں میں بھرپور حصہ لیا سیاسی سماجی اور خاص طور پر مذہبی ذوق اور سرگرمیوں نے ان کی شخصیت کو اور زیادہ اجاگر کیا۔ میٹرک کے امتحان میں ۶۴۲ نمبر لے کر اول پوزیشن حاصل کی اور کالج کی زندگی میں قدم رکھا۔ پری میڈیکل کے مضامین کا انتخاب کیا اور سٹڈی کے میدان میں ایک بار پھر اپنے ہمعصروں کے دوش بدوش چلنے لگے۔ کالج میں بیالوجی سوسائٹی کے صدر منتخب ہوئے کالج سے فارغ ہوئے ہی تھے اور انٹر کے امتحان کا زور شور سے مطالعہ جاری تھا۔ کہ ٹائیفائڈ کا حملہ ہوا۔ جس بنا پر اس سال امتحان نہ دے سکے بالآخر اگلے سال امتحان دیا اور بہتر اچھے نمبر حاصل کرنے کے باوجود آرٹس کی لائن کو ترجیح دی اور نیشنل کالج آف آرٹس میں فن تعمیر کے شعبہ میں تعلیمی مقاصد حاصل کرنا شروع کئے اسی دوران صحافت سے کچھ ربط پیدا ہوا اور اسی پروگرام کے تحت صحافتی لائن میں پرچہ شروع کیا۔ نام ،،مہک،، تجویز فرمایا اور ستمبر ۱۹۷۶ء میں منظر عام پر آ گیا جس کا دوسرا شمارہ ،،خزینۂ مشرق،، کے ٹائیٹل سے جاری ہوا۔ طارق شہزاد جس کے چیف ایڈیٹر تھے۔

اسی دور میں پاکستان جیسی نظریاتی ریاست میں الیکشن کمپین شروع ہوئی سیاست کے ساتھ مذہبی اور ہر توجہ دہی کے باعث اپنے مذہبی اکابرین کی پشت پناہی کرتے ہوئے پاکستان قومی اتحاد کا بھرپور ساتھ دیا۔ اور دوران الیکشن پاکستان قومی اتحاد کے امیدوار جناب محمد حنیف رامے کے حلقہ N.A-۸۲ کے پولنگ سٹیشن نمبر ۴۳ پر پولنگ ایجنٹ مقرر ہوئے اور اپنے علاقے کے اکابر مولانا سیف اللہ اکرام کے ساتھ مل کر انتہائی گرانقدر خدمات سرانجام دیں الیکشن کے بعد نمودار ہونے والے حالات نے قوم کے اس شیر دل جوان کے جذبات کو مجروح کیا۔

ظالموں کے ظلم کی انتہا کو خاموش تماشائی کی حیثیت سے دیکھنا اپنی توہین محسوس کرتے تھے۔ تحریک کے شروع ہوتے ہی اس میں شرکت کی اور ۹ اپریل کو اس آسمان نے دیکھا کہ اس مرد مسلمان نے کلمہ حق کہتے ہوئے میدان میں ظالموں کے خلاف برسرپیکار رہ کر جام شہادت نوش کیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

از سید منور علی شاہ سلیم شہزاد برادر طارق شہزاد (شہید)، ۴۱۸ مسلم آباد طارق شہید روڈ

نجم الدین سرہندی
ایڈووکیٹ

اب جنگ زور و قوت سے نہیں بلکہ حکمت و دانائی سے لڑی جائے گی۔

پیام مصطفےٰ کا نور اور محبت کی شیرینی ان تمام راہوں میں پھیلا دیجیے جہاں طبقاتی کشمکش نے فضا کو مسموم کیا ہُوا ہے

پاکستان قومی اتحاد اور پیپلز پارٹی ایک بار پھر عوام کی عدالت میں پیش ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پی۔ پی ایک نیا انداز دلربائی لے کر میدان میں اتری ہے۔ حالات بتاتے ہیں۔ کہ اب صرف وعدہ وعید کا سحر ہی نہیں ہو گا۔ بلکہ جیب و دامن کے نئے رشتے استوار ہوں گے۔ بلاشبہ بھٹو صاحب اپنے آپ کو یوسف بے کارواں پاتے ہیں اور اب پھر ہجوم عاشقاں کے متلاشی ہیں۔ کھر کو بلارے (بیٹرا) کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ اسی تانگہ کی زبان پہ بھی برص کے نشان ہیں۔ حنیف رامے اور جے رحیم کے آنے کی افواہ پھیلا کر پارٹی چھوڑ کر جانے والوں کو متحد رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ مگر یہ بات بھی مینڈکوں کی پنسیری کے سامنے نیند نہیں باندھ سکے گی۔

خسرو کے جن غلاموں کو پی۔ پی کے سیاہ دور میں براہ راست فائدہ پہنچا۔ جو گدا سے شاہ بن گئے۔ ان کو یہ بتا کر کہ تمہاری بقا صرف ہمارے ساتھ ہے۔ حق ادا کرنے کے لیے مجبور کیا جائے گا۔

ٹکٹوں کی تقسیم پر جو احساس محرومی کا شکار تھے۔ ان کو کہا جا رہا ہے شکایات تلخ چھوڑیئے حکایات شیریں سنئے یہ سب آپ کے لیے ہے۔ ان روٹھے ہوؤں کو منانے کے لیے نیا انداز محبوبیت ہو گا۔ کچھ معذرت ہو گی کچھ نئے منصب پیش کیے جائیں گے۔

مگر یہ بات کھل کر سامنے آ چکی ہے۔ کہ پی۔ پی کی پوری انتخابی مہم طبقاتی منافرت کے گرد گھومے گی۔ خصوصی طور پر دیہی آبادی کو شکار گاہ بنایا جائے گا۔ کاشتکار کی سادگی کے شکار کے لیے۔ پی پی کے ترکش کا ہر تیر وقف کیا جا رہا ہے۔ سیاسی رشوت کے طور پر نئے اور سنہرے پروگرام مرتب کئے جا رہے ہیں۔ کاٹن کارپوریشن وغیرہ کے وسیع فنڈات کی تقسیم۔ اور قرضہ جات کے ساتھ خصوصی ہدایات کہ مخصوص افراد اور طبقہ کو نوازا جائے۔ سرکاری اراضی کی الاٹ منٹ کے لیے وسیع اعداد و شمار اور دلچسپ فراڈ ملازمین کے لیے سہولیات اور مراعات کی ایک کھیپ کا اعلان۔ میری طرح منہ زبانی مسلمانوں کے لیے جمعہ کی چھٹی اور اسلامی کونسل کی باتیں پی پی۔ وہ سب کچھ داؤ پر لگانے کو تیار بیٹھی ہے جو اس کے دائرہ اختیار میں ہے سکتے ہیں پی پی کے پاس رندکے لیے پیمانہ تو شیخ جی کے لیے غلاف کعبہ کے ٹکڑا کا نذرانہ ہے۔ اب مزدور اور کسان کا نجات دہندہ بن کر اسی کے خون کو اپنی گاڑی کے پٹرول کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔ ان معصوم ذہنوں کو طبقاتی نعرے دے کر ان کو اسلام اور پاکستان کے مقابل کھڑا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

دیکھنا یہ ہے کہ اس آگ کو بجھانے کیلئے قومی اتحاد کے پاس کہاں تک صلاحیت ہے۔ مگر یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ۔ پی پی۔ کے غبارہ میں سے ہوا نکل چکی ہے۔ خون کی سرخی سے تاریکی کے بادل چھٹ چکے ہیں۔ کہ ہر گام پہ ہے گنجِ شہیداں بنا ہوا۔

ظلم اور تشدد فراڈ اور کرپشن اپنے اصل روپ میں سامنے آ چکے ہیں۔ چھپی ہوئی حقیقتیں عیاں ہو رہی ہیں سچائی فاتح ہے۔ جھوٹ اپنی تمام تر خباثتوں کے ساتھ پسپا ہو رہا ہے۔ نقاب ہٹتے ہی پیپلز پارٹی کا اصل روپ دیکھ کر ہر شہری تھرا کر رہ گیا۔ ایسے میں جو تصویر لوگوں کے ذہن میں ابھری۔ ہائی کورٹ کے فیصلہ نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ ہر پاکستانی سمجھ گیا کہ پیپلز پارٹی ایک افسانہ اور ایک حقیقت میں بعد المشرقین کا فرق ہے۔ وہ سیدھے سادے لوگ جو مخصوص افکار و اظہار کے ذرائع سے متاثر ہو کر پی پی کے جال میں پھنس گئے تھے۔ جو چھوٹے چھوٹے دنیاوی مفادات ڈپو و تھانہ کی لالچ کے اسیر تھے۔ قومی اتحاد کی تحریک نے ان کو نئے جذبات و احساسات سے آشنا کیا۔ جو کسی کاروباری حریف کی مخالفت میں پیپلز پارٹی کا جھنڈا لگا بیٹھے تھے۔ وسعت نظر نے ان کو سوچنے پر مجبور کیا۔ جس نے سرکاری اراضی کے قطعہ کی الاٹ منٹ کے لیے پی۔ پی۔ ہی کو خدا سمجھ لیا تھا۔ ملک جاتا دیکھ کر ہوش میں آیا۔ اور قومی اتحاد کی طرف دیکھنے لگا۔ جو ایک بندوق اور پستول کے لائسنس کے حصول کے لیے پی پی سے چمٹا ہوا تھا۔ انہوں نے دیکھا قوم کے عزم بالجزم کے سامنے یہ کھوٹے بے معنی ہیں جو مفادات اور جھوٹے وقار کا غلام تھا۔ اس اس لیے پیپلز پارٹی میں تھا۔ کہ یہاں لکشمی کا دریا بہتا ہے۔ بہتی گنگا میں ہاتھ دھو لو۔ اس کی سمجھ میں آیا۔ کہ انسان کی عظمت اور قوموں کی بقا کا راز تو ابلتے ہوئے ولولوں اور بہتے ہوئے خون میں موجزن ہے۔ وہ سب نئے افق کی تلاش میں قوم کے وسیع تر مفاد میں قومی اتحاد کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اس کی راہ میں بلکس بچھانے پر

رپورٹنگ۔ جناب ظہیر میر

حالیہ تحریک میں دی گئی قربانیاں ضرور رنگ لائینگی

نظامِ مصطفیٰ پاکستان کا مقدر بن چکا ہے: میاں محمد عارف

تربیتی پروگرام کو کامیاب بنانے کیلئے زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائیگی

گذشتہ دنوں ناظم طلبا مرکزی صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان جناب میاں محمد عارف نے پشاور کا ایک تنظیمی دورہ کیا۔ ان کے ہمراہ ضلع گوجرانوالہ جمعیۃ کے صدر جناب محمد فاروق شیخ بھی تھے۔ صوبائی مجلسِ عاملہ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے میاں صاحب نے فرمایا۔ علماء حق کی زندگیاں ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ آزادی پاکستان سے لے کر تحریک نظام شریعت تک علمائے حق نے جتنی قربانیاں دی ہیں۔ ان کی مثال نہیں ملتی جمعیۃ طلباء اسلام کا ہر کارکن انشاءاللہ اسلامی نظام کے قیام تک کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گا آپ نے کہا موجودہ تحریک میں دی گئی قربانیاں انشاءاللہ ضرور رنگ لائیں گی اور وہ دن دور نہیں جب اس ملک میں اسلامی نظام مکمل طور پر نافذ کر دیا جائے گا آپ نے طلباء کو محنت اور لگن سے کام کرنے کی تلقین کی۔ بعد میں صوبائی مجلسِ عاملہ نے پورے صوبے کا تنظیمی دورہ کرنے کا پروگرام بنایا جس کی تفصیل جلد شائع کر دی جائے گی

ندیم اقبال اعوان:۔ جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے صدر جناب ندیم اقبال اعوان نے تمام اضلاع کے صدر اور سیکرٹری حضرات کو جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ہونے والے تربیتی پروگرام کو کامیاب بنانے کی ہدایت کی ہے۔ یہ پروگرام بتاریخ ۹-۱۰-۱۱ جولائی کو مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ ہر ضلع سے دو یا تین باشعور طلبہ کا اس پروگرام میں شرکت کرنا ضروری ہے ندیم صاحب نے فرمایا ہے کہ چونکہ ہمارے کارکنوں میں تربیت کا فقدان ہے تو اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے ضروری تھا کہ تربیتی پروگراموں کا اجراء کیا جائے۔ اس لیے میں طلبہ ساتھیوں سے بھرپور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس پروگرام کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنائیں مزید تفصیلات کے لیے مرکزی دفتر سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

لاہور

جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ رحمان پورہ کا ایک عظیم الشان کنونشن ۱۵ جولائی بروز جمعۃ المبارک طلباء اسلام کے مرکزی صدر میاں محمد عارف جنرل سیکرٹری محمد فاروق قریشی، پشاور یونیورسٹی کے جنرل سیکرٹری جاوید ابراہیم پراچہ، پنجاب کے صدر ندیم اقبال اعوان، ظہیر میر اور صفدر چوہدری طلبہ سے خطاب فرمائیں گے۔ بعد از نمازِ عشاء مدرسہ قاسمیہ رحمان پورہ میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوگا جس میں علماء کرام اور طالب علم راہنما خطاب کریں گے۔

گوجرانوالہ

جمعیۃ طلباء اسلام شہر گوجرانوالہ کا ایک عمومی اجلاس دفتر جمعیۃ طلباء اسلام گوجرانوالہ زیر صدرت محمد زبیر بٹ ناظم عمومی گوجرانوالہ منعقد ہوا۔ صوبہ پنجاب کی جمعیت کے نائب صدر ظہیر میر اور ضلع گوجرانوالہ کے صدر فاروق شیخ نے خطاب کرتے ہوئے۔ طلبا کو ان موجودہ ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ نائب صدر نے جماعتی پروگرام پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اجلاس سے عبدالوحید شہزاد، عبدالغفور بٹ اور نسیم سحر نے بھی خطاب کیا۔

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے صدر محمد فاروق شیخ نے حافظ آباد کا تنظیمی دورہ کیا۔ ان کے ہمراہ ناظم نشر و اشاعت جناب عبدالوحید شہزاد گورنمنٹ ڈگری کالج حافظ آباد کے نائب صدر رشید اختر اور حافظ آباد شاخ کے ناظم عمومی اشتیاق احمد بھی تھے۔ چوہدری ظفر اقبال

ندیم اقبال اعوان

کو گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۱ اور شیخ محمد اکرم کو گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۲ کا کنونیر مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد یہ حضرات قلعہ دیدار سنگھ تشریف لے گئے وہاں طلبہ کے ایک اجلاس سے محمد فاروق شیخ اور عبدالوحید شہزاد نے خطاب کیا۔ اور طلبہ کو جماعتی کام زیادہ سے زیادہ تیز کرنے کی تلقین کی۔

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام گکھڑ کا ایک عمومی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں سالِ رواں کے لیے انتخاب عمل میں لایا گیا۔ اس اجلاس کے مہمانِ خصوصی ضلعی صدر جناب محمد فاروق شیخ صاحب تھے۔ جنہوں نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد بڑی تفصیل سے بیان کیے۔ انتخاب درج ذیل ہے۔

سرپرست ...... حافظ محمود اختر
صدر .... ملک عبدالشکور
نائب صدر ...... عرفان خان طاہر
ناظم عمومی ...... حافظ ظفر لیسین بٹ
ناظم ...... حافظ نثار احمد
ناظم نشر و اشاعت ...... رانا عمران شاہد

شورکوٹ

حالیہ نظام شریعت کی تحریک میں شورکوٹ جمعیۃ طلباء اسلام کے ساتھیوں نے بھرپور حصہ لیا اور درج ذیل حضرات گرفتار ہوئے۔

۱۔ محمد بشیر خان گورنمنٹ کالج جھنگ
۲۔ نادر ملک لاء کالج (۳)، حافظ عبدالعزیز
(۴)، محمد اقبال خان شیروانی (۵)، خرم شہزاد گورنمنٹ کالج جھنگ (۶)، کوثر حسین شاہ شورکوٹ
۷۔ جناب محمود الحسن گورنمنٹ کالج شورکوٹ

۸ - شوکت علی مرزا -

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام اٹھارہ ہزاری کا ایک ہنگامی اجلاس اور درج ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا -

صدر ...... عبدالرحیم صاحب

نائب صدر ..... غلام جعفر صاحب

ناظم عمومی ...... محمد امیر صاحب

خانیوال

جمعیت طلباء اسلام خانیوال کا ایک اجلاس زیر صدارت صفدر سلیم شاہد منعقد ہوا اجلاس میں خلیل جاوید، محمد فرقان قریشی، عبدالسمیع محمد یوسف ظفر اقبال، چوہدری عبدالمجید، محمد طاہر - عبدالرشید اور دیگر طلباء نے شرکت کی اجلاس میں محمد فرقان قریشی صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا - کہ طلباء کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں دبا سکتی - طلباء اس آمریت کو ختم کر کے دم لیں گے - آخر میں محمد فرقان احمد قریشی نے مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ کو خراج تحسین پیش کیا اس اجلاس میں محمد طاہر، عبدالرشید، عبدالمجید نے اسلامی جمعیت طلبہ سے استعفیٰ دے کر جمعیت طلباء اسلام میں شرکت کا اعلان کیا - اور تمام طلبہ نے ان کا خیر مقدم کیا -

پیر سانگھڑ سے -

مڈل اسٹینڈرڈ امتحان برائے ۱۹۷۷ء میں گورنمنٹ ہائی سکول سے طلباء کثیر تعداد میں فرسٹ آئے - طلباء کی ذہنی لیاقت کا احترام کرتے ہوئے اور نونہالان وطن کو عملی میدان شوق دلانے کی غرض سے جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان سانگھڑ کی جانب سے ایک پروقار ٹی - پارٹی کا اہتمام کیا گیا مقامی دفتر میں بڑی تعداد میں مہمان طلبہ شریک ہوئے طلبہ سے جناب صدر محمد یعقوب منتظر اور جنرل سیکرٹری مسٹر عبدالعزیز اور جمعیت کے دیگر مقامی عہدیداران نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا نظام تعلیم بہت ہی خرابیوں سے آراستہ ہے یہ نظام تعلیم انگریزوں کا مرتب کردہ ہے جس نے یہاں آکر مسلمانوں کے ذہن سے مذہب اسلام اور نظام حکومت کو جداگانہ حیثیت سے منوانے کی کوشش کی ہے - یہی وجہ ہے کہ کالجز اور سکولز کی تعلیم نے علماء حق کی مخالفت کی - انگریزوں کی اس ذہنیت کو ختم کرنے کے لیے جمعیت طلباء اسلام وجود میں آئی - جس نے مذہب اسلام اور نظام حکومت یعنی سیاست کو قرآن وسنت کی روشنی میں حل کرنے کے لیے علماء حق کی سرپرستی میں اپنا مشن شروع کر رکھا ہے جمعیۃ طلباء اسلام وہ واحد تنظیم ہے - جس میں عربی مدارس اور کالجز - یونیورسٹیز کے طلباء مل جل کر ایک کامیاب نظام حیات کے نفاذ کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں -

سانگھڑ کے ممتاز طالب علم راہنما اور لیڈر اور ڈگری کالج کے سابق جوائنٹ سیکرٹری جناب مقصود حسین کھوکھر نے جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان میں باقاعدہ شمولیت اختیار کر لی ہے - انہوں نے کہا کہ ہم عرصہ دراز سے ایسی ہی خالصتاً مذہبی اور فلاحی طلبہ تنظیم سے ناواقف رہے ہیں اور آج جب کہ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان ملک نوجوانوں کے لیے ایک سنہری اور کامیاب مقصد حیات گذارنے کا ایک عظیم پلیٹ فارم دستیاب ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مملکت خداداد میں جلد از جلد اسلامی انقلاب برپا نہ ہو - میں تمام سنجیدہ مزاج طالب علموں سے اپیل کرتا ہوں کہ رضاء الٰہی کے حصول کے لیے اور وطن عزیز پاکستان کے اندر صحیح معنوں میں اسلامی نظام حیات اور نظام تعلیم کے نفوذ کے لیے جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے پلیٹ فارم پر جمع ہوں -

مستونگ چلیئے !

جمعیت طلباء اسلام قلات کے زیر اہتمام جامع مسجد مستونگ میں تحریک نظام مصطفیٰ کے لیے قرآن خوانی کی گئی - جس میں جمعیۃ طلباء اسلام کے ساتھیوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی لیے قرآن خوانی کی - قرآن خوانی کے بعد قاضی عبدالرحمٰن صدر جمعیۃ العلماء اسلام ضلع قلات نے خطاب کرتے ہوئے شہدائے تحریک نظام مصطفیٰ کو خراج تحسین پیش کیا - انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے آئندہ بھی جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکن جان دینے کو تیار ہیں -

گذشتہ دنوں ضلعی صدر جناب عبداللہ صاحب شبیر احمد صاحب - اور جناب عبدالحق صاحب پر مشتمل ایک وفد نے تحصیل منگچر کا دورہ کیا - منگچر میں ایک اجلاس زیر صدارت جناب مولوی عطاء اللہ منعقد ہوا - جس میں آئندہ کے لیے جمعیت طلباء اسلام منگچر کی تشکیل نو کی گئی - اجلاس میں جناب محمد شریف محمد ایوب، جناب عزت اللہ اور جناب شبیر احمد نے جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا -

تشکیل نو

سرپرست ..... جناب فیض اللہ صاحب

صدر ..... جناب محمد اسحاق صاحب

نائب صدر ..... جناب محمد اسلم صاحب

نائب صدر دوم ..... جناب عبدالمجید صاحب

ناظم عمومی ..... جناب عبدالرزاق صاحب

ناظم عبدالحق صاحب

ناظم اطلاعات ..... جناب غلام قادر صاحب

ناظم مالیات ..... عبدالغفور صاحب

اراکین مجلس شوریٰ صوبہ پنجاب

١ - فضل الرحمان صاحب درخواستی رحیم یارخان
٢ - ڈاکٹر محمد اعظم بہاولپور
٣ - ملک خلیل احمد بہاولنگر
٤ - عبیداللہ احرار ملتان
٥ - محمد اقبال غنچہ مظفر گڑھ
٦ - میاں ریاض شاہد لائل پور
٧ - مسعود نیازی میاں نوالی
٨ - شیخ شکیل احمد جھنگ
٩ - محمد ادریس لاہور
١٠ - محمد فاروق شیخ گوجرانوالہ
١١ - جاوید اقبال سیالکوٹ
١٢ - عبدالمتین قریشی راولپنڈی
١٣ - محمد اعجاز جہلم
١٤ - ندیم اعوان حاصل پور
١٥ - ظہیر میر گوجرانوالہ
١٦ - محمد صفدر ساہیوال
١٧ - عبدالرؤف ربانی کیمل پور
١٨ - طارق مسعود ساہیوال
١٩ - محمد زرین عباسی - لاہور

سندھ ہائیکورٹ کے ممتاز وکلاء نے جمعیۃ علمائے اسلام میں شمولیت کا اعلان کر دیا

کراچی ۱۳ مئی جمعیۃ علماء اسلام کراچی سینٹر کے ایک پریس ریلیز میں بتایا گیا ہے کہ سندھ ہائی کورٹ کے ممتاز وکلاء نے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ یہ اعلان انہوں نے جمعیۃ علماء اسلام کراچی سینٹر کے قائمقام امیر مولانا نور الہدیٰ صاحب اور ناظم اعلیٰ قاری عبدالباعث اور ناظم مولانا عبدالرحمان فاروقی اور جمعیۃ کے رہنما خواجہ شرف الاسلام ایڈووکیٹ اور ڈاکٹر شریف حسین صاحب اور مولانا عبدالرزاق عزیز صاحب اور حافظ غلام سرور صاحب کے ساتھ ایک ملاقات میں کیا ہے۔

ان وکلاء میں سندھ ہائی کورٹ کے سینئر ایڈووکیٹ قلیس مسعود رشیدی جو مولانا رشید احمد گنگوہی کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، اور غلام رسول، وارثی مکرم مرزا، سید عبداللہ ہاشمی اور مختار احمد اور فضل احمد قریشی ایڈووکیٹ افتخار احمد ایڈووکیٹ محی الدین احمد ایڈووکیٹ، محمد محبوب خان ایڈووکیٹ شامل ہیں۔

جمعیۃ کا فارم رکنیت پُر کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود کی بے لوث قیادت اور دور رس سیاست اور جمعیۃ کے بے داغ ماضی سے ہم متاثر ہو کر جمعیۃ میں شمولیت اپنے لیے باعث برکت سمجھتے ہیں انہوں نے کہا کہ اس وقت جب کہ سیاست کے میدان میں بے شمار قسم کی سیاسی پارٹیاں ہیں لیکن جمعیۃ علمائے اسلام ہی واحد سیاسی جماعت ہے جو کہ نہ صرف سیاسی میدان میں ناقابل فراموش کردار ادا کر رہی ہے بلکہ دینی اور مذہبی تربیت بھی یہاں حاصل ہوتی ہے

انہوں نے قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود کے سیاسی کردار کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے اور ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

میٹھادر کراچی میں جمعیۃ کی تنظیم

کراچی (پ ر) جمعیۃ علماء اسلام کراچی شہر کے رہنما محمد عثمان الورں نے شہر کے مرکزی کاروباری علاقہ میٹھادر کے باشعور دیندار ساتھیوں سے ملاقات کی اور جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیم کے سلسلے میں محترم مولانا حافظ محمد مراد خطیب بلال مسجد اور محترم اباعلی اسماعیل صاحب کو اس علاقہ کے لئے کنونیئر مقرر کیا ہے اس لئے تمام ساتھی جمعیۃ کی تنظیم کے سلسلہ میں ان حضرات سے تعاون فرمائیں۔

مولانا عبدالقدوس بہاری کی جمعیۃ میں شمولیت

کراچی (پ ر) مہاجر ریلیف کمیٹی کے صدر تحریک پاکستان کے معمر ترین بزرگ سیاست دان مولانا عبدالقدوس بہاری نے جمعیۃ علماء اسلام میں اپنی شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ اور قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ واضح رہے کہ حالیہ تحریک جمہوریت میں مولانا بہاری کی خدمات ناقابل فراموش ہیں اور انہوں نے اس جابر حکومت کو عدالتوں کے ذریعہ ہلا کر رکھ دیا ہے۔

تعزیت

جمعیۃ علماء اسلام کراچی کے مقامی رہنما جناب محمد عثمان الورسی نے کراچی جمعیۃ کے سرگرم رکن اور دیرینہ رفیق جناب غلام نبی بلوچ ساکن حسن اولیاء ویلج دے کر لائن کی حادثاتی موت پر انتہائی غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا۔

یاد رہے کہ جناب غلام نبی صاحب مرحوم اپنی کار میں سات کو چار ساتھیوں سمیت ٹرک اور کار کے تصادم میں انتقال کر گئے اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے

دعائے صحت

جمعیۃ علماء اسلام ضلع وسطی کے سرگرم کارکن جناب بھائی محمد صدیق صاحب نمبر ۱۰ لالو کھیت والوں کی اہلیہ دو سال سے علیل ہیں جملہ اراکین جمعیۃ اور اکابرین سے ان کی صحت یابی کے لیے دعا کی اپیل ہے۔

تصیح

حیدرآباد ۱۰ر جون کو شائع ہونے والے ترجمان اسلام میں حیدرآباد حلقہ وارڈ اے کے عہدے داروں کے نام غلط شائع ہو گئے مولانا نیاز احمد شاہ گیلانی کے ایصال ثواب کرنے کی رپورٹ میں جمعیۃ کے صدر کا نام غلطی سے حافظ عبدالوحید شائع ہو گیا اس لیے دوبارہ عہدے داروں کے نام شائع کئے جا رہے ہیں تاکہ

آپ تنک میں نہ رہیں جمعیۃ علماء اسلام حیدرآباد حلقہ وارڈ اے کے صدر قاری عبدالرحیم صاحب نائب صدر و ناظم اعلیٰ قاری محمد عنایت اللہ قریشی نائب ناظم محمد فاروق ناظم نشر و اشاعت حافظ محمد یامین پروپیگنڈہ سیکرٹری حافظ عبدالوحید سالار حافظ محمد منظور احمد ہیں۔

مولانا ذکریا و حاجی کرامت اللہ کو فوراً رہا کیا جائے

حیدرآباد۔ جمعیۃ علماء اسلام حیدرآباد حلقہ وارڈ اے کے جنرل سیکرٹری قاری محمد عنایت اللہ قریشی نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ حکومت بحران حل کرنے میں مخلص نہیں اگر مخلص ہوتی تو حکومت اور قومی اتحاد کے درمیان مذاکرات کی پہلی نشست میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ دفعہ ۱۴۴ کے تمام گرفتار شدگان کو رہا کیا جارہا ہے مگر سمجھنے والے سمجھ گئے تھے کہ یہ اعلان حقیقت پر مبنی نہیں ہوگا اور یہ وعدہ روٹی کپڑا اور مکان والا وعدہ و اعلان نکلا جو اسی طرح ہوا کہ کچھ افراد رہا کر کے لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی کوشش کی کہ گرفتار شدہ قیدیوں کو رہا کیا جارہا ہے جب کہ ہزاروں افراد پر جھوٹے مقدمے قائم کئے گئے اور ہونا یہ چاہیے تھا کہ جب قومی اتحاد نے مذاکرات پر آمادگی ظاہر کر دی تھی جونہی اعلان کیا تھا کہ قومی اتحاد مذاکرات کے لیے تیار ہے اس اعلان کے ساتھ ساتھ تمام گرفتار شدہ سیاسی قیدیوں کو فوراً رہا کر دیا جاتا مگر ایسا نہیں کیا گیا معلوم ہوا حکومت بحران کے حل کرنے میں مخلص نہیں انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ کراچی جمعیۃ علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا محمد ذکریا صاحب حیدرآباد جمعیۃ علماء اسلام کے سالار اعظم جناب حاجی کرامت اللہ صاحب و دیگر گرفتار شدگان کو فوراً رہا کر دیا جائے۔

پولیس کا نظام غلط اور بوگس ہے یہ نظام بدلا جائے

مجلس عمومی جمعیۃ علمائے اسلام ملتان شہر جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس عمومی کا اجلاس حاجی حق نواز کی صدارت میں منعقد ہوا۔ درج ذیل قرارداد یں پاس ہوئیں۔

ملتان پولیس نے علماء و طلباء کو آدھی رات کے وقت دینی مدارس سے گرفتار کیا اور آتش مادہ رکھنے اور بم مارنے کے غلط اور بوگس مقدمات بنائے۔ اجلاس اس پر شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملہ میں تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کرائی جائے۔ اور اس فعل کے ذمہ دار افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ نیز ان بے گناہ لوگوں کو بلا تاخیر رہا کیا جائے۔ اور ان بے بنیاد اور جھوٹے مقدمات کی بھرمار نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پولیس کا سارا نظام غلط اور بوگس ہے۔ پولیس بڑے سے بڑا افتراء تصنیف کرنے سے بھی گریز نہیں کرتی اس نظام کو بدلا جائے۔

اجلاس شیخ خضر حیات سید ولائت حسین گردیزی کا اور ان کے رفقاء کی فوری رہائی کا مطالبہ کرتے ہوئے مذاکرات اور مرکزی راہنماؤں کی رہائی کے بعد بھی نظر بندی محل نظر ہے نیز جو شہری تحریک میں شہید ہوئے یا زخمی ہوئے ان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اجلاس حکومت کی طرف سے دی جانے والی امداد کے اعلان کو ناکافی اور نامکمل قرار دیتا ہے اصل امداد یہ ہے کہ اس گندے اور ظلم کے نظام کو بدلا جائے۔ اور ملک میں اسلامی اور شورائی نظام نافذ کیا جائے جن لوگوں کی دکانوں کو نقصان پہنچا ہے ان کو معاوضہ دیا جائے۔

ایک قرار داد میں سید نیاز احمد شاہ گیلانی امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان اور نوابزادہ خان کے بھائی کی وفات پر اظہار غم کیا گیا اور ایصال ثواب و دعا کی گئی۔ اجلاس سید نیاز احمد شاہ گیلانی امیر جمعیۃ علمائے اسلام ضلع ملتان کی وفات پر افسوس اور غم کا شدید اظہار کرتا ہے شاہ صاحب نے جماعت کی جو خدمت مخلصانہ طور پر کی ہے اس پر ان کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ اور ان کی خدمات کو سراہتا ہے۔

شاہ صاحب نے تلمبہ میں عظیم الشان جامع مسجد اور مدرسہ عربیہ قادریہ کا اجراء کر کے اس علاقہ میں علوم اسلامیہ اور تبلیغ کی مضبوط اساس قائم فرمائی انکی زندگی تبلیغ و اشاعت دین کے لیے وقف رہی۔ شاہ صاحب نے ختم نبوت اور نظام مصطفیٰ کے لیے بار ہا قید و بند کو قبول فرمایا اب بھی ان پر احمد پور شرقیہ اور ملتان کی عدالتوں میں ۱۶ ایم پی او کے مقدمات چل رہے تھے۔ شاہ صاحب علاقہ تلمبہ کی معروف سیاسی شخصیت تھے انہوں نے ۱۹۷۰ کے انتخابات میں نیشنل اسمبلی کی نشست سے حصہ لیا۔ حالیہ انتخابات میں بھی جماعت نے بہت کوشش کی مگر شاہ صاحب نے اپنی صحت کی بنا پر معذوری کا اظہار فرمایا دعا ہے اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ عنایات فرمائے اور ان کے لگائے ہوئے چمن آباد رہیں مدرسہ بھی اور جماعت بھی ترقی کرے

تعزیتی خط

سنٹرل جیل ملتان۔ ۲۲ مئی ۷۷ء محترم محمد یعقوب صاحب ..... السلام علیکم

پچھلے دنوں امروز میں جناب نیاز احمد گیلانی صاحب کی خبر پڑھی۔ دلی صدمہ ہوا اس دور میں ایسے مخلص اور بے لوث لوگ پہلے ہی ناپید ہیں۔ یقیناً جناب گیلانی صاحب کی جگہ پُر کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوگا۔ محترم نیاز احمد صاحب کی وفات صرف جمعیت علماء اسلام ہی کے لیے صدمے کا باعث نہیں بلکہ اس صدمے میں ہر اہل دل پاکستانی برابر کا شریک ہے۔ میں بھی اپنے آپ کو آپ کے غم میں برابر کا شریک پا رہا ہوں خداوند کریم ان کے درجات بلند کرے۔ دعا کے علاوہ اور ہم کر بھی کیا سکتے ہیں۔ میرے یہ خلوص رنجیدہ جذبات جناب گیلانی صاحب کے پسماندگان تک پہنچا دیں۔ کیونکہ میرے پاس ان کا پتہ نہیں ہے۔ باقی ہم سب لوگ اپنی ہمت کے مطابق تحریک میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں آپ حضرات کے متعلق بھی کبھی کبھار امروز میں پڑھتے رہتے ہیں۔

جناب احمد خان درانی کی ٹانگ میں اور علاف محمود کے دانتوں میں سخت تکلیف ہے کئی بار حکام سے اپیل کی ہے کہ انہیں نشتر کالج کے کسی بڑے ڈاکٹر کے پاس لے جائیں۔ لیکن ابھی

...تک شنوائی نہیں ہوئی میری طرف سے تمام احباب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔

نیاز مند

ولایت حسین گرگوہیڑی

ممدال تحصیل کبیر والہ

پاکستان قومی اتحاد ملتان کے عہدیدار

سرپرست...... مولانا عطا محمد صاحب

صدر...... نیاز احمد

نائب صدر...... قاری عبدالرزاق

دوم...... سید محمد عیش شاہ

جنرل سیکرٹری...... میر عبدالرزاق

سیکرٹری...... محمد ناصر

خازن...... اللہ دتہ

نشر و اشاعت...... شاکر محمد

جمعیتہ علماء اسلام ضلع ملتان

پاکستان قومی اتحاد ممدال کا اجلاس زیر صدارت نیاز احمد صاحب منعقد ہوا۔ اتفاق رائے سے درج ذیل قرارداد پاس ہوئی

۱۔ اجلاس مرکزی رہنماؤں پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔ مرکزی رہنماؤں نے تحریک کے دوران بھی اور مذاکرات میں جس اتحاد اور مکمل یکجہتی کا ثبوت دیا ہے وہ تاریخی ہے اور اس پر جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے

۲۔ اجلاس سید نیاز احمد شاہ گیلانی امیر جمعیتہ علمائے اسلام ضلع ملتان کی وفات پر گہرے غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور شاہ صاحب کی قربانیوں اور ایثار جو انہوں نے جماعت کے لیے اور ملک و ملت کے لیے کیا اسے خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔

۳۔ اجلاس نوابزادہ نصراللہ خان کے بھائی کی وفات پر افسوس اور غم کا اظہار کرتا ہے۔ آخر میں مرحومین کے لیے ایصال ثواب اور دعا کی گئی

رحیم یار خان

جمعیتہ علماء اسلام پنجاب کے نائب امیر مولانا غلام ربانی جمعیتہ ضلع رحیم یار خان کے جائنٹ سیکرٹری قاری حماد اللہ شفیق جمعیتہ رحیم یار خان شہر کے جنرل سیکرٹری مولانا رشید احمد لودھیانوی اور مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مبلغ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ایک مشترکہ بیان میں جمعیتہ علماء اسلام ضلع رحیم یار خان کے جنرل سیکرٹری مولانا غلام مصطفی جیدھڑ کے خلاف پیپلز پارٹی کی انتقامی کارروائیوں کی شدید مذمت کی ہے۔ اور اپنے بیان میں کہا کہ صوبائی وزیر رئیس شبیر احمد کے اشارہ پر ان کے غنڈوں نے جیدھڑ صاحب کی ہمشیرہ کا گھر جلا دیا اور ان کی گندم کے کھلیانوں کو آگ لگا دی ہے ان کی زمینوں پر زبردستی قبضہ کرا لیا گیا ہے۔ اور ان کے رشتہ داروں کے بیل چوری کر لیے اور اس قسم کی حرکات بدستور جاری ہیں لیکن بار بار توجہ دلانے کے باوجود پولیس خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ اور اس نے غنڈوں اور چوروں کے خلاف ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی۔ مذکورہ بالا رہنماؤں نے مطالبہ کیا ہے کہ اس قسم کی حرکات کا سدباب کیا جائے اور ملزموں کے خلاف فوری کارروائی کی جائے۔

اظہار تعزیت

جمعیتہ علماء اسلام تحصیل لودھراں کا ایک اجلاس لودھراں میں منعقد ہوا اجلاس کی صدارت امیر جمعیتہ علماء اسلام تحصیل لودھراں حضرت مولانا اللہ بخش صاحب مدظلہ نے کی جب کہ کہروڑ پکا جمعیتہ کا اجلاس شیخ محمد صدیق صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مولانا حبیب اللہ صاحب کی والدہ مکرمہ کی وفات پر اور اسی طرح قومی اتحاد کے مرکزی نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب کے برادر اکبر جناب نواب فضل احمد صاحب کی وفات پر سخت رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور اللہ تعالیٰ سے مرحومین کی روح کو جنت الفردوس نصیب فرماوے آمین۔

مولانا محمد عابد نعیم کی ضمانت پر رہائی

جمعیتہ علماء اسلام ضلع لائل پور کے جنرل سیکرٹری اور پاکستان قومی اتحاد شہر لائل پور کے سینئر نائب صدر مولانا محمد عابد نعیم کو خصوصی ٹریبونل کے حکم پر سنٹرل جیل لائل پور سے رہا کر دیا گیا رہائی کے موقعہ پر سنٹرل جیل کے دروازہ پر امیر شہری جمعیتہ مولانا عزیز الرحمان انوری، چوہدری محمد اسلم مولانا محمد یوسف ربانی اور قومی اتحاد کے کارکنوں نے مولانا کا استقبال کیا اور ایک جلوس کی صورت میں مولانا کو شہر لایا گیا۔

مولانا نے رہائی کے بعد اپنے ایک بیان میں مولانا ضیاء الرحمان فاروقی کی گرفتاری کی مذمت کی اور کہا کہ قید و بند کی صعوبتیں علماء کو صراط مستقیم پر گامزن رہنے سے نہیں روک سکتیں۔

بجٹ حکومت کی ناکامی کا مظہر ہے

وزیر خزانہ نے جو ایوبی کٹ بجٹ پیش کیا ہے اور بے شمار ٹیکس لگانے کے باوجود ڈیڑھ ارب روپے خسارہ ظاہر کیا ہے یہ حکومت کی انتہائی ناکامی کا مظہر ہے حکومت نے جو آمرانہ روش اختیار کر رکھی ہے۔ اور عوام سے جو ظالمانہ رویہ اختیار کیا ہے اس سے حکومت بالکل کھوکھلی ہو کے رہ گئی ہے۔

ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ وزیر اعظم مستعفی ہو کر اقتدار پاکستان قومی اتحاد کے سپرد کر دے تاکہ عوام کے اعتماد کے ساتھ ملک کے اقتصادی و معاشی مسائل کو از سر نو منظم کیا جا سکے۔

تبلیغ نسواں جمعیتہ علما اسلام

شمیم اختر راجہ کو کنوینر بنا دیا گیا

ملتان۔ جمعیتہ علما اسلام ملتان شہر کی مجلس عمومی و جنرل کونسل نے خواتین کی تنظیم کے لیے

تبلیغ لنسواں کے نام سے ایک شعبہ تشکیل دے کر شمیم اختر راجہ کو کنوینر مقرر کیا ہے۔

شہر میں تبلیغ لنسواں کی شاخیں قائم کی جا رہی ہیں جمعیۃ کے قائد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے حکم پر یہ تنظیم بنائی گئی ہے بہت جلد ملک بھر میں اس کی شاخیں قائم ہوں گی۔

شمولیت

جمعیۃ علماء اسلام شہر سیالکوٹ کے جنرل سیکرٹری محمد انذر قاسمی کی اطلاع سے سیالکوٹ کے ممتاز عالم دین حافظ منظور احمد منظور اپنے ساتھیوں سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہو گئے۔ حافظ صاحب نے جمعیۃ علماء اسلام کے حضرت عبداللہ درخواستی قائد جمعیت مفتی محمود مولانا عبیداللہ انور کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ مولانا محمد اسماعیل قاسمی کی وفات پر گہرے غم کا اظہار کیا۔ مولانا قاسمی کی وفات سے جمعیت علماء اسلام میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے انشاء اللہ پر کیا جائے گا مولانا قاسمی کے مشن کو سیالکوٹ میں جاری رکھا جائے گا۔

ضلع کیمل پور کے ناظم عمومی کا انتخاب

گزشتہ دنوں بھیدوری میں جمعیۃ علماء اسلام ضلع کیمبلپور کا ایک اہم اور نمائندہ اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مولانا حامد علی رحمانی کو جمعیۃ علماء اسلام ضلع کیمل پور کا ناظم عمومی مقرر کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ اس سے قبل مولانا رحمانی حسن ابدال جمعیۃ کے امیر اور پاکستان قومی اتحاد کے صدر بھی ہیں

جمعیۃ کی حمایت کا صلہ

جمعیۃ علماء اسلام ضلع ایبٹ آباد صوبائی مجلس کے رکن پرنسپل محمد یونس جو [illegible] وقت ایک پبلک سکول کے پرنسپل بھی [illegible] اسلامیہ نے قومی اتحاد کی وابستگی پر [illegible] نوٹس دیا جسے آپ نے بسر و چشم تسلیم کیا اور چند گھنٹوں میں استعفیٰ دے دیا بعد ازاں آپ نے اپنا ایک مدرسہ کھول دیا ہے احباب سے کامیابی کے لیے دعا کی اپیل ہے مدرسہ کا نام جامعہ اسلامیہ مڈل سکول حویلیاں ہے علماء اسلام سے خصوصاً دعا کی اپیل کی جاتی ہے۔

ضلع ایبٹ آباد

حویلیاں ضلع ایبٹ آباد جمعیۃ علماء اسلام صوبائی مجلس عاملہ کے رکن پرنسپل محمد یونس نے سول ہسپتال ایبٹ آباد میں ممتاز طالب علم رہنما جناب شیراز کیانی جن کو سیاسی قیدی کی حیثیت سے ایبٹ آباد جیل میں رکھا گیا تھا بیماری دل کے باعث سول ہسپتال ایبٹ آباد میں منتقل کر دیا گیا تھا کی عیادت کی ساتھ ہی ہزارہ ڈویژن کے قومی اتحاد کے ممتاز رہنما جناب عبدالرؤف خان جدون کی عیادت بھی کی۔

اس کے بعد پرنسپل محمد یونس ایبٹ آباد سے ۱۳ میل دور موضع جھگڑہ میں سیاسی اسیروں کی ملاقات موضع جھگڑہ میں حکیم مولانا محمد اسحاق صاحب کی زیارت کے لیے گئے۔ اس سے قبل وہ سیاسی اسیروں جناب قاضی مولانا چمن پیر ہاشمی ملک محمد صفدر، جناب اعظم خان جدون، مولانا محمد یوسف، مولانا گلزمان، مولانا مسعود اور مولانا ولی الرحمان، مولانا عزیز الرحمان سے ملاقات سے لیے گئے جنہوں نے تحریک مذکورہ کے لیے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جن کو رہتی دنیا تک یاد کیا جائے گا۔

جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر کی مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت مولانا محمد یوسف صاحب ایم۔ ایل۔ اے آزاد کشمیر منعقد ہوا

جمعیۃ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۸ جون ۷۷ء کو منعقد ہوا جس میں تقریباً تیس علماء کرام نے شرکت کی اور ہر ایک نے کھل کر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اس اجلاس میں دو اہم مسئلے زیر بحث رہے ایک یہ ہے کہ جمعیت کو از سر نو ایک فعال اور منظم سیاسی تنظیم کی حیثیت سے انفرادیت کو بحال رکھتے ہوئے قائم رکھا جائے۔ یا کہ موجودہ سیاسی ڈھانچہ کو من و عن جمعیت علماء اسلام پاکستان میں مدغم کیا جائے۔ چنانچہ جمعیت کی مجلس شوریٰ نے دونوں میں صرف انہی امور پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ اور اکثر حضرات نے اس بات پر زور دیا کہ جمعیت کے اس ڈھانچہ کو جمعیت علماء اسلام پاکستان میں مدغم کیا جائے تاکہ پروگرام اور پالیسی وہاں کی ہو اور ہم اس طرح یہاں پر صحیح طریقہ سے کام کر سکیں۔ بعض حضرات کا خیال یہ تھا کہ جمعیت کو از سر نو منظم طریقہ سے استوار کیا جائے اور اسکو مدغم نہ کیا جائے۔ البتہ جمعیت علماء اسلام سے اس کا الحاق کیا جائے اس کے علاوہ بعض حضرات نے اپنی رائے کا اظہار اس طرح سے کیا کہ فی الفور اس معاملہ کو ملتوی رکھا جائے اور ایک وفد تشکیل دیا جائے جو کہ جناب مفتی اعظم مولانا مفتی محمود سے ملاقات کر کے اپنے خیالات اور تاثرات سے ان کو آگاہ کرے اس کے بعد جو مشورہ حضرت مفتی صاحب ہم کو دیں اس کو اختیار کیا جائے چنانچہ جمعیت نے ایک وفد کی تشکیل دی جو مفتی عبدالمتین صاحب کی قیادت میں فوری طور پر مفتی محمود صاحب سے ملاقات کر کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کو آکر رپورٹ پیش کرے گا اس کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف صاحب خود حضرت مفتی محمود صاحب سے مل کر کوئی فیصلہ کریں گے چنانچہ جمعیۃ کا سہ رکنی وفد نے مولانا مفتی محمود صاحب سے ملاقات کر کے اپنے خیالات سے حضرت مفتی صاحب کو آگاہ کیا اور اس کے بعد مفتی محمود قائد قومی اتحاد کے خیالات سے امیر جمعیۃ کو آگاہ کر دیا ہے لہٰذا اب عنقریب امیر جمعیۃ مفتی اعظم صاحب سے ملنے کے لیے تشریف لے جائیں گے تاکہ کوئی متفقہ حل نکل سکے جمعیت نے اس سلسلہ میں ۱۷-۱۸ جون کو راولاکوٹ کے مرکزی مقام پر ایک اہم کنونشن بھی طلب کر لیا ہے جس میں موجودہ سیاسی صورت حال کے علاوہ درج بالا امور پر اظہار خیال کر کے کوئی حتمی فیصلہ کیا جائے گا مجلس شوریٰ کی اہم میٹنگ میں جن حضرات نے اپنے خیالات کا